رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے ۱۰ر
امراء و رؤسا سے صہ
معاونین سے عہ
عوام سے صہ
ممالک غیر سے ۱۲ ؎

مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

قیمت فی پرچہ ۲ ر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

قادیان

دورِ جدید

ہفتہ وار

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی
بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۴۰ | ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۳۷ء بروز اتوار | نمبر ۳ و ۴

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح علیہ السلام)

میرے مشاہدات اور تاثرات

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سالانہ جلسہ

(۳)

ہم ایک نیا نظام نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں

(الہام)

میں نے دیکھا کہ قادیان میں آنے والوں کا دریا بہ رہا ہے۔ ایک قوت ان کو کھینچ کر دنیا کے کناروں سے لا رہی ہے۔ آنے والے نہ سردی کی شدت سے خوف کھاتے ہیں اور نہ سفر کی صعوبتوں سے ڈرتے ہیں۔ اور چاروں طرف سے کھنچے چلے آتے ہیں۔ میں نے ایام جلسہ میں قادیان سے باہر نکل کر مشرق و مغرب۔ اور شمال و جنوب کے راستوں میں کھڑے ہو کر دیکھا۔ چاروں طرف سے لوگ بھاگے چلے آ رہے تھے۔ گاڑیوں کو دیکھا کہ وہ آنے والوں کے لئے کافی نہیں۔ اس لئے حکام نے زائد ریلوں کا انتظام کر دیا۔ ہر ایک کمرہ اس طرح بھرا ہوا تھا۔ کہ ایک انچ جگہ بھی خالی نظر نہیں آتی۔ ریلوں کے سوا موٹریں بھی آنیوالوں کو لے کر آ رہی تھیں۔ اور ٹانگے اور ٹمٹمیں الگ کام کر رہی تھیں۔

ان سے گذر کر سینکڑوں آدمی سائیکلوں پر سوار نظر آئے۔ اور جو راستہ چل کر آ رہے تھے ان سے ہر طرف کے راستے بھرے ہوئے نظر آتے تھے۔ ان لوگوں کی آمد اور چہل پہل نے میری توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ میں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا سے جنگ کر کے اور بالکل الگ ہو کر یہاں آئے ہیں۔ انہوں نے کسی قسم کی لومۃ و لائم کی پرواہ نہیں کی۔ اور نہ کسی کی وجاہت کا خوف کھایا یہ محض اور محض خدا کے لئے دنیا سے کاٹے گئے اور قادیان سے پیوست ہو گئے۔

میرے سامنے مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی زندگی اور آپ کے دعوے کے تمام اوراق پلٹے جانے لگے

اور میں نے ان لوگوں کی آمد میں خدا تعالیٰ کی سینکڑوں باتیں پوری ہوتی دیکھیں۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ جو دنیا کی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یہاں سے پیوست ہو گئے ہیں۔ ان کی غرض یہ ہے کہ دنیا میں زندہ اسلام پھیل جائے۔ اور خدا تعالیٰ کی توحید ہر ذرہ ذرہ پر چھا جائے۔

ان لوگوں کی باتوں میں۔ ان کے کاموں میں ان کے ہر حرکت و سکون میں اسلام کے لئے جذبۂ قربانی پایا جاتا ہے۔

میں نے ان کی اس حالت کو دیکھا۔ اور عالم اسلامی کی اس حالت کو دیکھا جو اب تک میری آنکھوں کے سامنے

چھائی ہوئی ہے۔ میں نے تصور کی آنکھ سے اس حقیقت کے منظر کو دیکھا۔ جو میں سالہا سال مصر کے میدانوں میں دیکھ چکا تھا۔

میں نے دیکھا کہ میں **سیدہ زینب** کے میدان میں کھڑا ہوں۔ اور سیدہ زینب کے یوم پیدائش پر **عرس میلاد** منایا جا رہا ہے۔ سیدہ زینب کے میدان میں اس قدر بھیڑ ہے کہ راستہ گزرنا ناممکن ہے۔ میں نے بڑی مشکل سے نصف گھنٹہ کی جدوجہد سے قریباً پچاس فٹ جگہ طے کی۔ اور مسجد کے دروازے تک پہنچا۔ اندر داخل ہونا اس سے بھی زیادہ مشکل تھا جتنا دروازے تک آنا۔ دروازے میں لوگ اس طرح جمے کھڑے تھے جیسے کوئی میخ زمین میں گڑی ہوئی ہے۔ بہت سے دھکے کھانے کے بعد اور اپنی شیروانی کا ایک حصہ پھڑوانے کے بعد میں مسجد کے اندر داخل ہوا۔ مسجد کے اندر بڑے بڑے قیمتی جھاڑ و فانوس جگمگا رہے تھے۔ زمین پر ایرانی قالینوں کا فرش تھا۔ جگہ جگہ صوفیوں کی پارٹیاں جمی ہوئی تھیں جو ذکر میں مشغول تھیں۔ ان کا ذکر ایک عجیب حیرت ناک منظر پیش کر رہا تھا۔ ذکر کے دائیروں کے اندر سے رنگ رنگ کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ کوئی شیروں کی طرح سے ذکر کرتے تھے۔ اور کوئی کسی اور جانور کی طرح۔ بعض ان میں سے تالیاں بجاتے تھے۔ اور بعض ایک رقص کی سی حالت میں ادھر سے اُدھر جاتے اور اُدھر سے ادھر چلے جاتے۔ کبھی بیٹھ جاتے۔ اور کبھی دائیں اور بائیں گھومنے لگتے۔ اور کبھی آگے سے پیچھے کو۔ اور بعض کی حالت بالکل ایسی تھی جیسے ڈیرہ غازیخاں وغیرہ کے علاقوں میں جھگڑا ڈالنے والوں کی ہوتی ہے۔ ان میں عام لوگوں کے سوا تعلیم یافتہ اور معززین بھی شامل تھے۔ سیدہ زینب کی قبر کے گنبد کے پاس عورتوں اور مردوں کا اس قدر جگمگھٹا ہے کہ کندھے سے کندھا چھلتا ہے۔ اگرچہ منتظمین کوشش کرتے ہیں کہ عورتیں اور مرد الگ الگ رہیں مگر یہ انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔ قبر کی جالی کو پکڑے ہوئے مردوں اور عورتوں کا ایک انبوہ کھڑا ہے۔ جو یا سیدہ! یا بنت الحسین! یا ام ہاشم!! وغیرہ کے ناموں سے پکار رہے ہیں۔ اور دین و دنیا کی مرادیں مانگ رہے ہیں۔ میں نے اس پر معصیت منظر کو دیکھا اور باہر نکل آیا۔

سیدہ زینب کے گلی کوچوں میں ایک اور قسم کے صوفی مجھے ذکر و فکر میں نظر آئے۔ جن کے ذکر کے ساتھ ساتھ **دفلیاں** اور **بانسریاں** بھی بج رہی ہیں۔ بعض ان میں انگلیوں میں ساجیں پہنے ہوئے تھے۔

ان کی سفید براق داڑھیاں۔ اور ان کے سروں پر سبز رنگ کی پگڑیاں تھیں۔ مگر اس کے باوجود وہ یوں مستانہ وار اچھل رہے تھے گویا ابھی لڑکپن کی زندگی گزر رہی ہے میں اس منظر سے بھی گذر گیا آگے دیکھا قہوہ خانے آباد ہیں۔ ان میں ناچ رنگ کی محفلیں گرم ہے۔ مرد عورتوں کے لباس میں ناچ رہے ہیں۔ اور عورتیں مردوں کے لباس میں رقصاں ہیں۔ ہر قسم منکرات اور فحش کے نظارے **سرراہے** دیکھنے میں آ رہے ہیں۔

کہیں قصہ خوانی ہے۔ کہیں جوئے کی مشینیں لے کر یونانی اور مصری جوئے باز پھر رہے ہیں۔ کہیں ناٹک اور تھیٹر ہو رہے ہیں۔

الغرض

ہزارہا بندگان خدا اس عرس میں شامل دیکھے۔ مگر کسی کے سینہ و دل میں اسلام کا درد نہ تھا۔ اس قسم کے نظارے عربی شہروں میں جگہ جگہ نظر آتے۔ اسلام اور اس کے اوامر سے لاپرواہی اور **غفلت** نظر آئی۔ ہاں جہاں ان امور سے غفلت نظر آئی۔ وہاں ان ممالک میں **قومیت** اور **وطنیت** کا ایک نیا نغمہ سننے میں آیا۔ جو یورپ کے سازوں پہ یورپی لے میں گایا جا رہا تھا۔ خود ہندوستان میں بھی مجھے یہی حالت نظر آئی۔ اس تیرہ و تار دنیا میں **غفلت کے لحافوں میں سوئی ہوئی** دنیا میں ایک آواز اسی قادیان کی فضاء سے گونجی

ہم ایک نیا نظام۔ نیا آسمان۔ اور نئی زمین چاہتے ہیں۔

اس آواز پہ سوئی ہوئی دنیا چونکی۔ مگر بیدار ہونے کے لئے نہیں بلکہ مخالفت کا طوفان بے تمیزی پیدا کرنے کے لئے۔ مگر خدائی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا جو نئی قوتوں اور نئی طاقتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ بالکل ایک نظام کے ماتحت تھے۔ اور انکی زمین آسمان بالکل جداگانہ تھا۔

چنانچہ

میں نے ان کو دیکھا کہ وہ زمین کی کسی طاقت و قوت سے مرعوب نہ تھے۔ انکی ساری امیدوں کا سرچشمہ جناب باری ہی ہے۔

میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اس ایک جذبہ سے پر ہیں۔ کہ احمدیت جو حقیقی اسلام ہے ساری دنیا میں پھیل جائے۔ اس غرض کے لئے میں نے انکو **بیت المال** کے دروازے پر دیکھا۔ جہاں وہ اپنے مالوں کی قربانیاں پیش کر رہے تھے **دعوت و تبلیغ** کے دروازوں پر دیکھا۔ جہاں اشاعت اسلام کے لئے مبلغین کا مطالبہ کر رہے تھے۔ **بہشتی مقبرہ** کے دفتر میں بیٹھے پایا۔ جہاں وہ زندگی اور اس کے بعد کے لئے اپنے مال کی مستقل قربانیاں پیش کر رہے تھے۔

پھر میں نے ان کو **تعلیم و تربیت** کے دفتر میں جاتے ہوئے دیکھا۔ جہاں دنیا کی تعلیم و تربیت کے لئے ہدایات حاصل کرتے تھے۔

اور اسی طرح **نظارت امور عامہ** میں جھگڑوں کے مٹانے اور صلح و آشتی کے قیام کے لئے ساعی دیکھا۔ پھر ان لوگوں کو قادیان میں آیات اللہ کی تلاوت کرتے ہوئے پایا جو پرانے تھے وہ نئے آنے والوں کو بتاتے تھے کہ یہ مسجد مبارک کا پرانا حصہ ہے یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام آکر نماز پڑھا کرتے تھے یہاں بیٹھا کرتے تھے۔ اس دروازے سے آتے۔ یہی وہ مسجد ہے جسکی نسبت الہام الٰہی ہے

مُبارِکٌ ومُبارَکٌ وکُلُّ اَمرٍ مُبارَکٍ یُجعل فیہ۔

اور یہ **بیت الفکر** ہے اور وہ **بیت الذکر** ہے۔ اور کئی آدمی محاسب کے دفتر کے پاس سے گذرتے ہوئے کہتے کہ یہاں مخالفین نے دیوار کھینچ دی تھی

الغرض وہ لوگ کہیں سلسلہ کی اشاعت کے لئے کوشاں کہیں تلاوت آیات میں مشغول۔ اور کہیں مسجد مبارک کے کونوں میں قیام و قعود و سجود کی حالت میں باریتعالیٰ کے سامنے دعاؤں میں مشغول۔ اور کہیں **بہشتی مقبرہ** میں **حضور** کے مزار مبارک پر رو رو کر سلام و صلوٰۃ بھیج رہے ہیں۔ اور انکی آنکھیں فرط محبت میں دریا بہاتی ہوئیں اس الہام الٰہی کی تصدیق کر رہی ہیں۔ **اَصْحابُ الصُّفَّۃِ وما اَدراکَ ما اَصحابُ الصُّفَّۃِ تَرٰی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ یُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ**۔ میں نے بعض انمیں سے بڑے بڑے آدمی دیکھے۔ جو کبر و غرور سے بالکل دور تھے۔ انکے قلوب آئینہ کیطرح صاف تھے۔ خدا نے انکو مال اور دولت۔ عزت و وجاہت اسباب و راحت سے متمتع کیا ہوا ہے۔ نوکر چاکر خدم و حشم سب کچھ ان کے پاس ہیں۔ مگر وہ قادیان کی زمین مقدس پہ ان تمام بوجھوں سے ہلکے ہو کر چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ انکے بستر زمین پر پرال کے فرش پر لگے ہوئے تھے اور وہ اسمیں دنیا و مافیہا کی مسرت محسوس کر رہے تھے۔ ہر قسم کے منکرات اور محرمات سے دور تھے اور انمیں ایک بیخودی اور راستی کی جھلک نظر آ رہی تھی۔ گویا کہ وہ شراب طہور سے سرشار ہو چکے ہیں۔ اور زنجبیلی اور کافوری شراب کے مٹکے لنڈھا چکے ہیں۔ وہ اس دنیا سے بالکل کٹ گئے۔ گویا اس دنیا سے انکا کوئی علاقہ ہی نہیں رہا۔

ان کے کھانے پینے چلنے پھرتے سونے بیٹھنے کا نظام جدا۔ ان کے اخراجات کا طرز نرالا۔ ان کے رشتہ داریوں کے طریق الگ۔ ان کے جینے مرنے کے طور اور انکی زندگی کے مقصد کچھ اور ہیں۔

میں نے یہ دیکھا اور محو فکر ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ سب ایک نظام کی رسی میں بندھے ہوئے ہیں۔ انکی ایک آواز ہے۔ ایک ہی حرکت ہے۔ ایک ہی سکون ہے۔ اور انمیں سے ہر ایک کا مقصد وحید ایک ہے کہ "دنیا میں خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم ہو جائے اور اسلام ساری دنیا کا مذہب ہو جائے۔"

تب میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کلام پورا ہوا کہ **ہم ایک نیا نظام نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں** بے شک یہی وہ نظام ہے اور یہی وہ نیا آسمان ہے اور نئی زمین ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پیدا کی۔ میں نے اس نئی دنیا کو بہت روشن اور بہت منوّر پایا۔ اور مجھے یقین ہوا کہ یہ روشنی ساری دنیا میں پھیل کر رہے گی۔ تب میرے دل میں سے اس راستباز کے لئے صدہا سلام و درود نکلے۔ جس کے ذریعے اس تاریک دنیا میں یہ انقلاب عظیم ہوا۔

(باقی آئندہ)

سیرت المہدی کا ایک ورق

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی نبوت پر شہادت

(ازجناب محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی کی قلم سے)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اپنی مجالس میں فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں نبی کہہ کر مخاطب کیا۔ اور فرمایا میں نے تجھے اپنے لئے پسند کیا تو لوگوں کو ڈراوے کہ خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ وہ منہ کی قیل و قال سے خوش نہیں ہوتا وہ تم سے قربانی چاہتا ہے۔ کہ تم اپنے مال سے جان سے حاضر ہو جاؤ۔ اور ایسی تبدیلی کرو کہ آسمان کے فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔ اور یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ جب تک تم اپنے دلوں کو پاک نہ کر لو اور تمام قسم کی گندگیاں اپنے قلوب میں سے نکال کر اپنے اوپر موت طاری نہ کر لو۔ بس اب تمہارا خدا تم سے یہی چاہتا ہے کہ جبتک تم دل کے نرم نہ بنجاؤ۔ اور اپنی تمام نفسانی خواہشوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم نہ کر لو۔ اور اس میں فنا نہ ہو جاؤ۔ اور اس کی راہ میں مرنا قبول نہ کرو گے اُس کی رضا کے وارث نہیں ہو سکتے۔ پس تمہیں چاہیئے کہ بکلی اپنے آپ کو پاک صاف کر لو۔ اور اسی کے ہو جاؤ۔ اب یہ دن سونے کے اور غفلت کے نہیں ہیں بلکہ اُس کے دین اسلام کی خدمت کے دن ہیں سستیوں کو چھوڑ دو اور غفلت کے لحافوں سے باہر نکل آؤ تا تمہارا خدا تم سے راضی ہو جائے۔ اگر میں نہ آتا تو تمہارے پاس غور کرنے کا موقعہ تھا۔ اب تو مجھے خدا نے بھیج دیا تاکہ تمہیں جگاؤں اور ڈراؤں۔ کہ خدا کا غضب بھڑک گیا۔ اُس نے دیکھا کہ اُس کے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تمام پاکوں کا سردار تھا اُس کی تحقیر اور تذلیل کرنے میں کمی نہیں کی گئی۔ اور اس کی شانِ علو کو لوگوں نے نہیں سمجھا۔ کہ وہ آفتاب کس کا چمکایا ہوا آفتاب ہے۔ اُسے اپنی ناسمجھی سے بٹ مار کہا۔ ڈاکو کہا۔ شہوانی آرزوؤں کا پورا کرنے والا کہا۔ پس وہ خدا جو اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیور ہے۔ اب اُس کی غیرت نے اپنے رسول پاک کی عزت کو بچانے کے لئے مجھے اُسی پاک رسول کی رسالت کی چادر اڑھا کر بھیجا ہے تا میں اندھوں کو بتاؤں کہ وہ رسول تمام رسولوں کے بعد میں آیا۔ مگر سب سے آگے نکل گیا۔ اُس کا مقام وہ مقام ہے جو مقام احدیت سے جا ملا۔ وہ خدا تو نہیں ہے مگر خدا سے جا ملا۔ اور ایسا ملا کہ وہ خدا میں فنا ہوگیا اور خدا اُس میں گم ہوگیا۔ اے نادانو! تم نے اُس کے مقام کو نہ پہچانا۔ اور اُس کی تحقیر کی۔ اس کی بے عزتی کی اور اُس کی بے توقیری کی۔ پس اس لئے مجھے خدا نے رسول بنا کر بھیجا۔ تا میں اُس آفتاب الٰہی کی شان کو دنیا پہ ظاہر کروں۔ اور بتاؤں کہ وہ ایسا خدا نما تھا۔ جو تمام نبیوں اور رسولوں کا سردار تھا۔ اگر وہ نہ آتا تو تمام راستبازوں کی راست بازی مشتبہ ہو جاتی۔ اور دنیا میں سے راستبازی مفقود ہو جاتی۔ اور دنیا میں فسق و فجور کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا۔ اور خدا بھی وہ خدا نہ رہتا جو راست بازی کا چشمہ ہے اور پاک ہے۔ قدوس ہے۔ اُسی نے اپنے آخری نبی کو دنیا میں بھیج کر تمام راست بازوں کی راست بازی کی شہادت کے لئے مبعوث کر کے سب کی راست بازی کی شہادت دلا کر۔ تمام انبیاء اور رسولوں کی عزت کو دنیا میں قائم کیا۔ اگر وہ نہ آتا تو تمام انبیاء اور رُسل کی لائی ہوئی ہدایتیں گم ہو جاتیں۔ اگر تم اُس کی تحقیر اور دشمنی سے باز نہ آئے تو خدا تمہارے ساتھ اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے لڑے گا اسوقت تک منہ نہیں موڑیگا جب تک کہ دنیا میں اُس اپنے پاک رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دنیا میں قائم نہ کرے گا۔ اور اپنے خاتم النبیین کی ختم نبوت کو دنیا سے نہ منوائیگا

پس میں اپنے الفاظ میں یہ شہادت خدا کے لئے دیتا ہوں۔ کہ آپ نے بارہا اپنی تقریروں میں اپنی نبوت اور رسالت کا ذکر فرمایا (میں حیران ہوں کہ جناب مولوی محمد علی صاحب بھی آپ کی مجلسوں میں ہی ہوتے تھے وہ کیوں بھول گئے) اور نیز فرمایا کہ میری نبوت اور رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ پس میں نے جو پایا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہی پایا ہے۔

ایک دفعہ آپ کی مجلس میں یہ ذکر آگیا

حضور مثنوی مولانا روم نے لکھا ہے۔ فلاں بزرگ نے اپنا تکلہ اپنی کمر کے آر پار کر دیا تھا۔ کیا یہ صحیح ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے بندے بھان متی کا تماشا نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ کے پاک بندوں کو بعض وقت ایسی ضروریات پڑ جاتی ہیں۔ پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ کی قدرت کو ظاہر کرنے کے لئے ایسی ضروریات پیش آ جاتی ہیں۔ پس ان کو خدا تعالیٰ کی قدرت کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ ان کا مقصد تماشا دکھانا نہیں ہوتا۔ ورنہ پاک بندہ تو اپنے آپ کو ظاہر کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔

ایک دفعہ آپکی مجلس حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے آگ میں ڈالے جانے کا ذکر آگیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہمارا یہی ایمان ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ہی ڈالا گیا تھا۔ اور اس آگ کو اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے گلزار کر دیا تھا۔

یہ سُن کر ایک دوست بول پڑے کہ حضور۔ اگر آپ کو دشمن آگ میں ڈال دیں تو کیا اللہ تعالےٰ آپ کے لئے بھی آگ کو گلزار کر دے گا۔

فرمایا۔ اوّل تو اللہ تو اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے گا۔ کہ ہمیں آگ میں پڑنے سے بچا لے گا۔ یہ بھی اُس خدا کی قدرت کا نظارہ اور اس کا معجزہ ہی ہوگا۔ کہ دشمن ہمیں آگ میں ڈالنا چاہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں بچالے۔ اور اگر دشمن ہمیں آگ میں ڈال ہی دیں تو اللہ تعالےٰ میرے لئے بھی آگ کو گلزار کر دے گا۔ اور فرمایا ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر اللہ تعالیٰ نہ بچاتا۔ تو مکہ کے دشمن اپنے بد ارادہ میں کامیاب ہو جاتے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو بذریعہ وحی خبر دیدی۔ تو آپ مکہ سے ہجرت کر گئے۔ اور دشمن اپنے بد ارادہ میں ناکام و نامراد رہے۔ اور آپ کو خدا تعالیٰ نے دشمنوں سے بچا لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے دوستوں پر اتنی حسن ظنی تھی کہ کبھی آپ نے کسی دوست کو یہ نہیں کہا تھا کہ تم یہ بات غلط کہتے ہو۔ جو کسی دوست نے کہا۔ اُسے ہی مان لیا۔ اللہ اللہ آپ کے اخلاق کیسے پاک اخلاق تھے

نے کبھی اپنے کسی دوست کی دل شکنی نہیں کی۔ میں نے کبھی آپ کو غریب سے غریب آدمی پر بھی سرزنش کرتے نہیں دیکھا۔ آپ کا رحم اتنا وسیع تھا کہ دشمن سے دشمن آپ کے روبرو آکر جب اپنے قصور کی معذرت کرتا تھا۔ تو آپ معاف ہی فرمادیا کرتے تھے۔ آپ اپنے شہر کے لوگوں سے اتنی محبت کرتے کہ جانوں سب آپ کے غمخوار ہیں۔ اور آپ ان کے غمخوار ہیں۔ مجھے جب آپ کی محبّت یاد آتی ہے میری آنکھوں میں اندھیرا ہو جاتا ہے۔ آپ کی محبت ہی سب کی محبتوں پر غالب تھی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں قال اللہ وقال الرسول کی باتیں ہی ہوا کرتی تھیں جن سے آپ کی غرض تزکیۂ نفس ہی ہوتی تھی۔ آپ کو اپنی جماعت کے اخلاق کا بہت ہی خیال رہتا تھا چھوٹی سے چھوٹی برائی بھی آپ اپنی جماعت کو بتاتے کہ یہ دیکھنے میں اور سُننے میں چھوٹی نظر آتی ہے۔ مگر اس کا انجام آخر میں بڑا بن جاتا ہے ۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو دیکھا کہ وہ کہ وہ خالی دامن کو آگے کو کرکے اور پھیلا کر گھوڑے کی طرف کر رہے ہیں۔ تا گھوڑا دانے کے خیال سے پکڑا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تمہارے دامن میں دانہ ہے۔ صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دامن تو خالی ہی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس صحابی کو نصیحت کی کہ خالی دامن سامنے نہیں کرنا چاہیئے۔ کچھ نہ کچھ اس میں ڈال لینا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی سی بات کو بھی پسند نہیں فرمایا۔ آپ کے اخلاق کتنے بلند تھے ۔ اور آپ اپنی پاک جماعت میں کیسی تبدیلی کے خواہشمند تھے۔ پس ایسی چھوٹی سی بات سے آنحضر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نمونہ کو پیش کرکے دنیا کے اندھوں کو بتاتا ہوں کہ جو اتنی سی بات کو بھی ناپسند کرتے ہیں وہ کیسے پاک اخلاق کے مالک تھے ۔ اے اندھو تم نے اس کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے

حضرت مولانا مولوی برہان الدین صاحب جہلمی تشریف لائے ہوئے تھے ۔۔۔۔۔۔ آپ نے عرض کی۔ کہ حضرت میں اپنی مسجد کے حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا اور بھی بعض آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک رمّال آگیا۔ میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ اسے بلا لو۔ اور میں نے اپنے اوپر سفید چادر اوڑھ لی۔ وہ آیا۔ میں نے اپنا ہاتھ باہر کرکے کہا اے بھائی میرا ہاتھ دیکھ میرا خاوند کب آوے گا۔ اُس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا۔ جب وُہ بہت سی باتیں بتا چکا۔ اور اس سے کہا یہ دو دُو دو اور ایسا اُیسا کرو تو میں نے اپنے سر پہ سے کپڑا اتار لیا۔ تو وہ ہکا بکا سا ہو گیا۔ اور بہت ہی شرمندہ ہوا۔ اور میرے ساتھی ہنس پڑے۔ تو وہ شرمندہ ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ احباب تو ہنس پڑے

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت لمبی تقریر فرمائی ۔ اور فرمایا جو خدا کے ہو جاتے ہیں ۔ خدا بھی ان کا ہو جاتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے کبھی کسی خدا دوست کو مانگتے نہیں دیکھا اور نہ خدا دوستوں کی اولاد کو ہی مانگتے دیکھا ہے۔ اگر یہ لوگ ایسے ہی غیب دان ہوتے تو یہ تمام خزانے زمین کے اپنے قبضہ میں نہ کر لیتے۔ یہ لوگ دوسروں کو غیب کی باتیں بتاتے پھرتے ہیں مگر آپ مانگتے ہی پھرتے ہیں ۔ میں حیران ہوں کہ لوگ ان کی باتوں پر تو یقین کرتے ہیں ۔ اور جو خدائے قدوس سے علم پا کر غیب کی باتیں بتاوے اس کی باتوں پر یقین نہیں کرتے اور سو سو حجتیں کرتے ہیں۔ اور خدا کی باتوں کو ہنسی اور مخول میں اُڑا دیتے ہیں۔ اور عبرت نہیں پکڑتے ۔ اور لوگوں کو یہ خبر ہی نہیں کہ اب خدائے تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے ۔ وہ پھر نئے سرے سے اُسی ہدایت کو دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے۔ جو ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لے کر آئے تھے۔ وہ خدا آسمان سے زمین پر اُتر آیا۔ وہ لڑے گا۔ اور نہیں تھکے گا جب تک اس نور کو تمام دنیا میں نہ پھیلالے گا۔ جو نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذریعہ سے دنیا میں پھیلا تھا۔ وہی نور اب پھر تمام زمین میں پھیلے گا ۔ لوگ تعجب کرتے ہیں کہ اب اسلام کس طرح ساری دنیا میں پھیلے گا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ سب کچھ ہو کر رہے گا۔ ہمارا خدا قادر خدا ہے۔ اُس کے سب محتاج ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے ۔ پس ہماری جماعت خدا کی جماعت ہے۔ اسے خدمت اسلام سے تھکنا نہیں چاہیئے ۔ یہ وقت ہے خدمت اسلام کا۔ اب تمہاری چھوٹی سے چھوٹی خدمت بھی قابل قدر ہے۔ پس بڑھو اور آگے بڑھو۔ خدمت اسلام کر لو۔ یہ دن پھر نہیں آئیں گے۔ وہ وقت آنے والا ہے۔ کہ بڑے بڑے بادشاہ اسلام کی آغوش میں پناہ لیں گے۔ اور وہ ان دنوں کی خدمت کے لئے افسوس کریں گے کہ کاش ہم اس وقت نہ ہوئے ۔

پس یہ دن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے دن ہیں۔ اور ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ہشیار رہے ۔ آگے آگے بڑے بڑے جھگڑے مخالفت کے آویں گے۔ مگر فتح تمہاری ہی ہوگی۔ مجھے حیرت ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کیوں ان تمام باتوں کو بھول گئے۔ آپ کی تقریر کا لب لباب میں نے اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں کسی دوست نے مولوی محمد حسین بٹالوی کا ذکر شروع کر دیا۔ کہ حضور ایک وقت ایسا تھا۔ کہ جب وُہ کسی شہر میں جاتے تھے تو تمام شہر میں شور ہو جاتا تھا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آج آرہے ہیں ۔ اور شہر کے اچھے اچھے لوگ اُس کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر جاتے تھے۔ اور بڑے بڑے لوگ اُس سے معانقہ کیا کرتے تھے۔ اور اور اپنے سینہ پہ ہاتھ رکھا کرتے تھے ۔

مگر جب اُس نے آپ کی مخالفت کرنی شروع کی تو تو آہستہ آہستہ اس کی عظمت ایسی دلوں سے نکل گئی۔ کہ اب وہ اگر کسی شہر میں جاتا ہے۔ تو کوئی بھی اُسے اسٹیشن سے لینے نہیں جاتا۔ اکیلا ہی گاڑی سے اُترتا ہے ۔ اور اکیلا ہی شہر میں آجاتا ہے ۔ اور کوئی بھی تو اُسے نہیں پوچھتا اور نہ اُس سے بولتا ہے بازار میں سے گذرتا چلا جاتا ہے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا۔ اگر لوگ ایک ہی نشان الٰہی پہ غور کریں۔ تو ان کی ہدایت کے لئے یہی کافی نشان ہے۔ کہ جب انہوں نے میری مخالفت شروع نہیں کی تھی تو لوگوں کے دلوں میں کیسی اُن کی قبولیت تھی۔ اور جب انہوں نے میری مخالفت شروع کی تو اللہ تعالےٰ نے اپنے دستِ قدرت سے اپنے بندوں کے دلوں میں سے اُن کی قبولیت نکال لی۔ اور اپنی پاک وحی کو پورا کرنے کے لئے اپنے بندوں کے دلوں میں اُن کی طرف سے نفرت پیدا کر دی وہ میری توہین کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ خدا نے خود اپنے بندوں میں اُن کی توہین کے لئے جذبات پیدا کر دیئے۔ خود اُن کے دوست جو کبھی اُن کی عزت اور اعزاز میں بڑے بڑے تکلفات کیا کرتے تھے اور اُن کے وجود کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا کرتے تھے۔ اُن کو اس عزت سے نہیں دیکھتے جیسے انہیں دیکھا کرتے تھے ۔

کیا یہ میرا کام ہے یا اس احکم الحاکمین خدا کا کام ہے ؟

جو تمام دلوں کا مالک ہے۔ اور جس کا تصرف تمام دلوں پر ہے۔ یہ اُس قادر خدا کی قدرت کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے کہ اُس نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی کر دکھایا۔ اُس نے فرمایا انّی مھین من اراد اھانتک۔ یعنی میں اُسکی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ بھی کرے گا۔ پس یہ ایک رحمت کا نشان ہے ۔ اگر لوگ غور کریں تو وہ اس رحمت کے نشان سے بہت فائدہ حاصل کر سکتے ہیں

(بقیہ مضمون ص۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

۳۷ سال قبل

عہد گذشتہ کی یاد

آج کی اشاعت میں حضرت مخدوم الملۃ حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خط شائع کرتا ہوں۔ جو آپ نے حضرت میاں تاج الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو تحریر فرمایا۔ اس خط میں کتاب "عصا موسےٰ" کے متعلق بہت کچھ تحریر فرمایا ہے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت و زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔ حضورؑ کے تازہ الہامات بھی لکھے ہیں۔ الغرض اس پاک زمانہ کی ایک جھلک اس خط سے معلوم ہوتی ہے اور ایمان میں ایک تازگی پیدا ہونے لگتی ہے ؎ گاہے گاہے باز خوان ایں قصۂ پارینہ را۔

حضرت مخدوم الملت کا طریق تھا کہ وہ قادیان سے خطوط لکھ کر لاہور یا سیالکوٹ بھیج دیتے تھے۔ اور وہ آگے پڑھ کر دوسری جگہ بھیج دیتے تھے۔ چنانچہ یہ خط لاہور بھیجا گیا۔ اور وہاں سے سیالکوٹ حضرت سید میر حامد شاہ صاحب کی خدمت میں بجنسہٖ روانہ کیا گیا۔ لاہور سے روانگی کی تاریخ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۰ء ہے (ایڈیٹر)

قادیان ۱۴ر دسمبر جمعہ مبارکہ

برادرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ڈاکٹر شیخ نور احمد صاحب کی وجہ سے کہ وہ ابھی ابھی آئے ہیں میں کچھ لکھ نہ سکا۔ اگرچہ اس وقت نزلہ اور بخار بھی ہے اور گردن کے اعصاب سخت درد کر رہے ہیں مگر تاہم قلم اٹھاتا ہوں کہ قرض کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔

نقاب پوش کی کتاب تمام و کمال حضرت اقدسؑ نے پڑھی۔ میں نے بھی حرف حرف پڑھی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی فضولیات کو چھوڑ کر چند گھنٹوں کا کام ہے اس کا جواب دے دینا۔ لیکن میں محض ترحم سے کچھ مدت تک اس کو چھوڑ دیتا ہوں ۔ کہ وہ لوگ بھی خوش ہو لیں آخر پرانے رفیق تھے ۔ اور نیز اس اثنا میں بہت سے لوگوں کے فہم اور عقلیں اور ایمان بھی معلوم ہو جائیں گے کہ کون کون اس پر ریویو کرتا ہے ۔ اور کیا کرتا ہے۔ اور کون کون اس کے وسوسوں سے متاثر ہوتا ہے۔ بہر حال مصلحت یہی ہے کہ ایک وقت تک اس کی طرف سے اغماض کیا جاوے ۔ فرمایا مت سمجھو کہ ہمارے حق میں یہ کتاب شر ہے یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ نے اس سے ہماری بڑی خیر کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور بہت دیر تک بڑی قوت اور شوکت سے اپنے منجانب اللہ ہونے کی گفتگو کرتے رہے فرمایا آخری فیصلہ کی راہ خدا تعالیٰ کی نصرتوں اور تائیدوں کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ جو اعتراض اس نے ہم پر کئے ہیں وہی نصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتیات پر کرتے ہیں۔ آخر انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر نے فیصلہ کر دیا کہ سارے جزوی اعتراض باطل تھے۔ حضرت موسیٰؑ پر آریوں نے کیا کیا اعتراض کئے۔ کہ فرعونیوں کا مال انہوں نے غبن کیا۔ وہ . . . ادیہ کیا اور وہ کیا۔ مگر نصرت الٰہی نے غرق فرعون اور آپکی نجات سے فیصلہ کر دیا کہ حق کس کی طرف تھا۔ غرض نصرت الٰہی آخر کار بڑا فیصلہ کن "قاضی" ہوتی ہے۔

فرمایا ہمارے اور ان کے درمیان بھی نصرت الٰہی اور تائیدات سماوی فیصلہ کن ہوں گی۔ غرض تحریک عجیب ہو رہی ہے۔ اور میں قرائن حالیہ سے مشاہدہ کر رہا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کی عظیم الشان نصرت ہر حال میں لگ رہی ہے۔ میرے نزدیک حضرت اقدس علیہ السلام کا نقاب پوش کی کتاب کے ردّ کو ملتوی کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ اب خدا تعالےٰ کے فیصلہ کا انتظار ہوگا۔

کل خدا تعالےٰ نے یہ الہام نازل فرمایا۔ جس میں عجیب بشارت مومنوں کیلئے ہے۔ ۱۳ر دسمبر وقت شب

وحی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

شعر: "پر مقامِ فلک شدہ یارب۔ گر امیدے دہم مدار عجب"

خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تیری دہائی اب آسمان پر پہنچ گئی ہے۔ اب میں اگر تجھے کوئی امید اور بشارت دوں تو تعجب مت کر۔

پھر اس کے بعد

بعد ۱۱ انشاء اللہ۔ فرمایا اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے۔ گیارہ دن یا ہفتے یا مہینے یا کیا اسیطرح ہندسہ ۱۱ کا دکھایا گیا۔

پھر وحی ہوئی

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ان کو اطلاع دی جاوے"

"نظیف مٹی کے ہیں وسوسہ نہیں رہے گا مگر مٹی رہے گی"

"الہاموں کے قبول کرنے میں ایک مولوی کچا ہے"

مبارک وہ ہمارے لاہوری احباب ہیں جن کی طرف خدا کی وحی اشارہ کرتی ہے۔ بھائیو! یہ وقت بہت دعا اور استغفار کا وقت ہے۔ ہوشیار ہو کہ ابلیس تم پر اچانک کسی چور راہ سے نہ آ پڑے۔ یہ گندی کتاب ممکن ہے کہ بعض کے قلوب کو ذرا سا تاریک کرے۔ مگر سعید بچ جائیں گے۔ اور شیطان کے پروں کی تاریکی نور کے حملوں سے پاش پاش ہو جائے گی۔ میں نے بھی اس کتاب کو حرف حرف پڑھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آگاہ اور گواہ ہے کہ اس کی رضا جوئی کے لئے پڑھا ہے۔ بہت سا حصّہ اس کا میری تحریروں اور میری کتاب سیرت مسیحؑ کے بعض مقامات اور میرے اس خط پر نکتہ گیری میں وقف کیا گیا ہے جو رسالہ ضرورت امام کے ساتھ شامل ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک مستقل مضمون میں دکھاؤں گا کہ نقاب پوش مصنف نے کیا کارروائی کی ہے۔ اس کی نکتہ چینی نے عین یاد دلایا ہے کہ ایک نیا میور یا اسرنگر یا ہنٹر یا ٹھاکر داس اسلام کے مقدس ہیرو مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل اٹھا ہے۔ میرے جسمانی نقصوں پر طعن کر کے اپنا جی ٹھنڈا کرتا ہے۔ اس کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ اس وقت از بس خوش ہوتا ہے۔ جب مجھے واحد العین اور لنگ اور کبھی حصّہ زیرین کا کمزور کہتا ہے۔ میری روح کیا ہر ایک خدا شناس۔ خدا ترس کی روح گواہی دیتی ہے اور دیگی کہ اس کتاب کا نقاب پوش مصنف درحقیقت زن دل تنگ ظرف۔ پست فطرت ہے۔ اور قریب ہے کہ اس کا جوہر ایسی مٹی سے ہو جو دنی قوموں کے خمیر میں صرف ہوئی ہے۔ انسان کے ان نقصوں پر تعبیر کرنا جو اس کے مکتسبات سے نہ ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ اور اسی کے مصالح کے نشان ہوں۔ کینہ طبعوں اور دون خصال لوگوں کا کام ہے۔ شرفاء کی روح ایسی باتوں سے کانپتی ہے۔ نیز اپنی تحریروں میں اس کی طرف کبھی یہ اشارہ نہیں کیا۔ کہ اس کی آنکھوں کی بناوٹ ایسی ہے۔ اور

اُس کا کلّہ ایسا ہے۔ اُس کی عبوس صورت ایسی ہے۔ کہ ایک قیافہ شناس معًا اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ یہ شخص سنگدل۔ بدمزاج۔ ترشرو اور سطحی خیال کا آدمی ہے اور اس کی چہرہ اور کھوپری کی بناوٹ ایسی ہے ہی نہیں۔ اور نہ اس کے اسارہ وجہ بتاتے ہیں کہ معارف حقائق اور علوم کی روشنی اور نکات حقہ سے اس کو مس ہو۔ حق یہ تھا کہ یہ شخص اس تودۂ رنگین سے برابر کی حجم والی کتاب میں کہیں تو کوئی علمی اعتراض کرتا۔ میرے علم و فضل۔ میری قرآن دانی اور قرآن خوانی پر کوئی نکتہ گیری کرتا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ضرورۃ الامام میں دعوٰے کیا تھا۔ کہ وہ شخص اس عاجز کے مقابل قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرنے میں قادر نہیں ہو سکتا۔ اگر غیرت اور خداشناسی کا اس میں مادہ ہوتا تو چاہیئے تھا کہ ان پر الہام سے سیکھے ہوئے قرآن کے معارف کے مقابلہ مجھے بلاتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اور ساڑھے چار سو صفحے سے زیادہ کی کتاب میں بجز عامیوں کے سب وشتم کے کوئی اور راہ اختیار نہیں کی۔ اگرچہ کوئی اسے ذاتی رائے سمجھے یا کوئی ناواقف غیظ یا عداوت کا نتیجہ اسے سمجھے۔ مگر میرے دل میں شرح صدر سے یہ یقین پلایا گیا ہے کہ یہ شخص مغلوب الغضب۔ پست ہمت اور تاریک فطرت ہے۔ اور فتوت اور مروت کا کوئی ذرّہ اس کی مٹی میں ملایا نہیں گیا۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ میری روح میں حق کی باتوں کے سننے اور حق کے قبول کرنے کی بھوک اور پیاس لگی رہتی ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے۔ میں اپنے سینہ کو ایسا پاتا ہوں کہ راستی کے قبول کرنے کے لئے ہر وقت مفتوح رہتا ہے۔ مگر افسوس دراز تجربہ نے دکھا دیا ہے کہ خدا کے برگزیدوں کے دشمنوں کی لسان و قلم سے کبھی راستی کی باتیں نکل نہیں سکتیں۔ اور وہ اس عداوت کے سبب سے قریب آتے جاتے نہیں کہ ان کی ایمانی قوتیں قطعًا سلب ہو جائیں۔ اسلئے کہ انہوں نے ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ خدا کے برگزیدہ کی ہر بات کا رد کریں گے۔ خواہ وہ بات اسلام کی کسی قدر تائید کرتی اور اس کی عزت و نصرت کی موجب ہو۔ جیسا۔ جیسا کہ بدنصیب نقاب پوش نے عصا موسیٰ میں لَوْتَقَوَّلَ عَلَیْنَا کی یگانہ دلیل کا رد کیا ہے۔ جس دلیل نے صادق اور کاذب کا قیامت تک فیصلہ کر دیا ہے۔ اور جو دلیل یکساں خدا کے سارے صحیفوں میں ایک تحدی اور شوکت کے ساتھ چلی آتی ہے۔ اور اس دلیل کے جواب میں دور از کار اور لوچ مفوات سے کیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی وقت اس کی شرمساری کا باعث ہوں گی

غرض اس ساری کتاب میں بجز سبکسری اور سفلہ پنے کی باتوں کے اور کچھ نہیں۔ میں اللہ جلّشانہٗ کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل پر اس دیو کے افسون کا ذرا سا تسلط بھی نہیں ہوا۔ کیا ہی سچ فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے کہ اِنَّ عِبَادِی لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰن

مجھے یقین ہے کہ میرے بھائی جوں جوں اس کتاب کو پڑھیں گے۔ اُن کی محبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اتنی ترقی کرتی جائے گی۔ اس لئے کہ وہ آخر اس نتیجہ حقہ پر پہنچیں گے کہ سارے مولویوں۔ پنجابیوں ہندوستانیوں۔ خراسانیوں کے نکتہ چینیوں کے بعد گہری واقفیت کے مدعیوں کی یہ نکتہ چینی ہے۔ عنقریب اللہ تعالےٰ نے چاہا تو میں اس کے تھوڑے نمونے پبلک کے سامنے پیش کروں گا۔ پھر معلوم ہو جائیگا کہ اس قوم نے کہاں تک خداترسی اور بلند ہمتی سے کام لیا ہے۔ میرے سب بھائیوں کو سلام دینا۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ اور شیاطین الانس کے وسوسہ اندازی سے ان کو محفوظ رکھے۔ آمین

خاکسار۔ عبدالکریم قریب غروب آفتاب

تتمہ

میرا اس کی نسبت کلام کرنا اپنی ذمہ واری کی بناء پر ہے۔ اس لئے کہ میں اس کتاب کی بدگوئی کا بڑا بھاری نشانہ ہوں۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے عہدے سے میرے اس کی نسبت کچھ [illegible] کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی نسبت جو کچھ کہوں گا نیک نیتی سے کہوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

عبدالکریم

پہلے الہام کے بعد یہ الہام ہے

"میری سُنّت اور موہبت کے برخلاف نہیں"

"سلسلۂ قبول الہامات میں سب سے کچّا مولوی تھا"

"سب مولوی ننگے ہو جائیں گے"

"اَنَا اللّٰہُ ذُوالْمِنَن"

"اِنّی مع الرّسول اقوم"

یہ صحیح الہامات ہیں۔ رات حضرت کی نوٹ بک سے مقابلہ کئے گئے۔ یہ خط میں نے الحکم میں دے دیا ہے۔ آپ ازراہِ کرم ضرور پڑھ کر سیالکوٹ روانہ کر دیں اور وہ جوتوں روانہ کر دیں۔

ہماری وہ چیز ہنوز نہیں آئی

خاکسار عبدالکریم

۱۵ دسمبر از طلوع آفتاب

احراری پارٹی کی امرتسر میں شکست فاش

احراری امرتسر کو اپنا مرکز قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو اشتہار "انکشاف راز" منجانب سیکرٹری مجلس احرار امرتسر مطبوعہ نذیر پرنٹنگ پریس امرتسر جس میں لکھا ہے "...... اور ان (مخالفین احرار) کی توجہ کا مرکز امرتسر ہے۔ امرتسر اس لئے کہ یہ احرار کا مرکز ہے"۔

احرار کے اس مرکز (امرتسر) کے شہری حلقہ سے پنجاب اسمبلی کی مسلم نشست کے لئے تین امیدوار تھے۔

(۱) ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو بیرسٹرایٹ لا

(۲) شیخ محمد صادق صاحب بیرسٹرایٹ لا۔

(۳) شیخ حسام الدین صاحب بی۔ اے۔

آخر الذکر ہر دو امیدوار تو عرصہ سے اپنی کامیابی کے لئے تگ و دو کر رہے تھے۔ لیکن ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو نے انتخابات سے مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے میدان انتخابات میں قدم رکھا۔ احرار نے اس انتخابی مہم کو فیصلہ کن جنگ قرار دیا۔ اور اپنی کامیابی کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے کام لیا۔ اپنی تحریروں۔ تقریروں میں ٹسوے بہا بہا کر چیخ و پکار کی۔ کہ اگر احراری نمائندہ کو ناکامی ہوئی تو احمدیوں کی فتح ہوگی۔ تو ان کے گھروں میں گھی کے چراغ روشن کئے جائیں گے۔ احراری شریعت کے امیر نے نوحہ کر کر اور خدا رسول کا واسطہ دے کر ووٹ مانگے۔ اور کہا کہ مسلمانو ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم کو ووٹ دو۔ اور مرزا کی پیشگوئی (میں دیکھتا ہوں کہ احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی جا رہی ہے) کے پورے ہونے میں روک بن جاؤ۔ اگر ہمیں امرتسر میں شکست ہوئی۔ تو قادیانی پیشگوئی تمہارے ہاتھوں سے پوری ہو جائے گی۔ آخر امرتسر میں احرار کو شکست ہوئی جو ان فریب کاریوں اور روبہ بازیوں سے ٹل نہ سکی۔

امرتسر میں شیخ حسام الدین احراری کی شکست مجلس احرار کی شکست کیونکر ہے۔ اس کا ثبوت احرار کی ہی تحریر سے پیش کیا جاتا ہے جو ۱۹ نام نہاد مقامی انجمنوں کے عہدہ داروں کے دستخطوں سے شائع کرائی گئی تھی۔ اور جس میں لکھا تھا "صادق اور سیف کی شکست انکی ذاتی شکست ہوگی۔ مگر حسام الدین کی شکست کا صریح مطلب یہی ہوگا کہ مجلس (احرار) کو ناکامی ہوئی ہے۔ اور اس وقت تو حکومت اور مرزائیت کے ہاں گھی کے چراغ روشن کئے جائیں گے"۔ (اشتہار "صدائے عام" مطبوعہ ورکرز پریس امرتسر۔)

امرتسر کے کل مسلم ووٹران کی تعداد اٹھارہ ہزار تھی جس میں سے ۱۳۱۷۷ نے حق رائے دہی استعمال کیا۔ ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو نے سب سے زیادہ یعنی ۵۳۸۸ ووٹ حاصل کئے۔ شیخ محمد صادق صاحب کے حق میں ۳۹۰۳ ووٹ پڑے اور حسام الدین احراری نے ۳۸۸۶ ووٹ حاصل کر کے مجلس احرار کی شکست کا سامان فراہم کیا۔ امرتسر میں الیکشن کے سلسلہ میں احرار کی جو درگت ہوئی اسکا مفصل ذکر کسی آئندہ فرصت میں کیا جائیگا۔ نامہ نگار از امرتسر

رضؓ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت ملک محمد الطاف خانصاحب

بقلم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے

(۳)

مکاشفہ نمبر ۲

شب درمیان ۲۴-۲۵ جنوری ۱۹۲۵ء میں اگست ۱۹۲۳ء میں بمقام شب قدر ضلع پشاور پولیٹیکل عرضی نویس ہوا۔ اور ۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کو جب مولوی نعمت اللہ خاں کابل میں شہید ہوئے۔ تو حاجی ترنگ زئی نے جو علاقہ مہمنداں میں تاحال جاگزین ہے اور جو احمدیت کا اشد ترین دشمن ہے۔ اس نے اس امر کے ماتحت یاغستان میں بالخصوص اور علاقہ مہمنداں و ملحقہ علاقہ سرحدی مقبوضہ گورنمنٹ میں بالعموم مخالفت کا پروپیگنڈہ کرکے مہمند اقوام کی طرف سے میرا بائیکاٹ کرا دیا۔ اور پشتو زبان میں جلسے منعقد کرا کر فتوے شائع کئے۔ کہ احمدیوں کے ساتھ بول چال قطعاً حرام ہے۔ جس کا اثر مجھ پر خاص کر۔ اور خانصاحب محمد دلاور خاں اسسٹنٹ کمشنر بہادر چارسدہ۔ اور ڈاکٹر محمد الدین صاحب اور اور بابو محمد شفیع صاحب اور سید مقیم شبقدر پر بھی پڑا۔ میرا تعلق پبلک کاروبار سے تھا۔ میں تو بالکل بائیکاٹ ہوکر دن رات نمازوں اور دعاؤں میں مصروف رہا۔ ایک رات درمیان ۲۴-۲۵ جنوری ۱۹۲۷ء بوقت نماز تہجد جب بیدار ہوا۔ معاً میرے حواس معطل ہوکر بے حس و حرکت ہوکر مکاشفہ کا عالم مجھ پر طاری ہوا۔ مکاشفہ میں دیکھتا ہوں کہ شب قدر فورٹ کے ہوائی جہازوں کے میدان میں چند مسلمان غیر احمدی ایک خوبصورت زرد رنگ والی موٹی تازی گائے قربانی کرنی چاہتے ہیں۔ جب گائے کی ٹانگوں کو باندھ کر برائے ذبح زمین پر گرایا اس اثنا میں چند ہندو جنوب و مشرق کی طرف سے دوڑے۔ جن میں سے چند ہندو مسمیان ایشر داس۔ گورمکھ وغیرہ سکنائے شبقدر فورٹ کو میں جانتا ہوں۔ باقی کو نہیں جانتا تھا۔ ان مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہوئے۔ کہ تم کیوں گائے قربانی کرتے ہو۔ جب وہ ہندو ان مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ تو مسلمانوں نے شور مچایا تو اتنے میں اسی طرف سے یعنی جنوب مشرق سے بے شمار ہندو دوڑے۔ اور مسلمانوں کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ ان کو قتل کرکے گائے کو ذبح سے چھڑالیں۔ اس وقت میں خوفزدہ ہوا کہ یا اللہ ذبح قربانی کا مسئلہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا ایک ہی ہے۔ اگر ان ہندوؤں نے ان مسلمانوں کو قتل کیا تو پھر مجھے بھی قتل کر ڈالیں گے۔ میں نے آسمان کی طرف منہ کرکے اللہ تعالیٰ سے نصرت چاہی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مشرق کی طرف سے تیز روشنی آرہی ہے۔ جس طرح موٹر کے آگے آگے روشنی دوڑتی ہے۔ اور "فر فر" کی آواز سنائی دی۔ تھوڑے وقفہ کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ قادیان کا منارۃ المسیح سالم کا سالم جس کے درمیانی حصہ پر جانب غرب یعنی اسی رزمگاہ کی طرف حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایک جلالی رنگ و روپ میں جلوہ افروز ہیں۔ چلا آرہا ہے۔ اور منارہ کے دائیں بائیں اور پیچھے بے شمار نورانی لوگ روشنی کی کشش اور سہارا سے بطور ایک بے انتہا فوج کے تیز تیز فضاء میں ساتھ ساتھ آرہے ہیں۔ جب منار اس رزمگاہ کے میدان میں داخل ہوا۔ تو حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی مرزا محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ نے (اللہ تعالیٰ جو نہایت فوق الفوق مقام پر لیس کمثلہ قائم بالذات ہے۔ اس منار کے فوق الفوق نورانی چوٹی سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کو بھی واحد طور پر اور حضرت اقدس کے تمام رفقاء کو مجموعی طور پر بھی مخاطبہ فرماتے ہوئے حکم دیتا ہے۔ اور اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اقدس کے وجود میں گویا سب رفقاء اور مومنین اور یہ عاجز بھی شامل ہیں چونکہ روحانی کیفیت کا کماحقہ نقشہ اور بیان فہم و گمان سے بالاتر ہے۔ لہذا میں ہو بہو بیان کرنے سے قاصر ہوں) بلند آواز سے حکم دیا "یاایہا الذین امنوا جاھدوا الکفار والمنافقین واغلظ علیھم" اس حکم کے سنتے ہی تمام روحانی لوگ اور عاجز بھی اپنا اپنا ہتھیار لے کر ہندوؤں پر ٹوٹ پڑے کچھ ہندو قتل ہوئے کچھ بھاگے۔ اور کچھ گرفتار ہوئے اور ہم نے انہی مسلمانوں سے گائے ذبح کروا کر گرفتار شدہ ہندوؤں کو بھی اور باقی دوستوں کو بھی گوشت تقسیم کرکے کھلایا۔ معاً اسی حالت میں عاجز بیدار ہوا۔ اور لرزہ بر اندام تھا۔ اور نصرت الٰہی پر شکر خداوندی بجالایا۔ نماز تہجد میں خوب رقت ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

* * *

مکاشفہ نمبر ۳

غالباً شب درمیان ۲۰-۲۱ دسمبر ۱۹۲۵ء بمقام شبقدر ضلع پشاور میں عاجز ایک مکان کے اندر سویا ہوا تھا۔ رات کو دین اسلام کی نصرت کے لئے بہت درد انگیز دعائیں میں نے مانگیں۔ کیونکہ میرا احمدیت کی وجہ سے بائیکاٹ کر دیا گیا تھا۔ بوقت نماز تہجد بیدار ہوتے ہی مجھے مکاشفہ ہوا۔ اس مکاشفہ میں خاکسار نے دیکھا کہ میں ایک نور کے ابھار پر جانب جنوب مشرق رُخ کئے ہوئے کھڑا ہوں۔ دفعتہً مغرب کی طرف سے ایسی روشنی نمودار ہوئی کہ جس نے وہ پہلی روشنی اپنے اندر جذب کر لی۔ اور ساتھ ہی تیز فراٹوں کی آواز کانوں میں آئی۔ اسی حالت میں عاجز نے ذرا سا رُخ مغرب کی طرف کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ لیس کمثلہ شیئ باوجود غیر محدود ہونے کے محدود ذات میں جس کا دایاں ہاتھ یا پَر لیس کمثلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ پر۔ اور بایاں ہاتھ یا پر لیس کمثلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ تمام تجلیات اور عظمت اور کبریائی کے ساتھ جناب رسول پاکؐ اور جناب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سوار ہے۔ لیکن اس سواری میں کسی کی ذات مبارک کو تکلیف نہیں بلکہ ہر تینوں سبحان ربی الاعلیٰ اور رسول اعظمؐ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ اس قدر بے انتہا مسرور ہیں کہ جن کی مسروری تاثرات سے تمام فضائے عالم بے حد مملو ہے۔ ہر تینوں کے دائیں ہاتھ کی ہر دو انگشت ہائے یعنی ابہام وسبابہ میں علیحدہ علیحدہ ایک جیسے کرے ہیں۔ جس میں تمام حیوانات۔ نباتات۔ انسان۔ آبادی۔ شہر۔ قصبے۔ دیہات۔ مکانات۔ گلی کوچے۔ دریا۔ جنگلات و درختان اور پہاڑ وغیرہ گویا ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک تمام مخلوق بالبدیہہ نظر آتی ہے۔ میں عاجز یہ بے انتہا تیز پروازی یا رفتار اور بے انتہا مسرور اور یہ ہر سہ کرّے ایک جیسے جن میں ذرا ذرا سی چیز باوجود غیر محدود کرّوں کے نظر آتی تھی۔ دیکھ کر متعجب ہوا۔ اوروں سے پوچھا کہ یہ کیسے کرّے ہیں۔ میرے دل کے اندر ہی اندر سوال پر میرا ربّ اعلیٰ نے جو علیم و خبیر ہے عالم ہوکر فرمایا "ارضِ روم و شام" میرے دل سوال پر رسول کریمؐ اور مسیح موعود علیہم السلام بھی عالم ہوئے میرا رب جس وقت یہ بولتا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری طرف مبارک چہرہ کا رُخ فرمایا۔ اور ساتھ ہی رسول کریمؐ اور مسیح موعود علیہ السلام نے بھی میری طرف رُخ فرمایا۔ اور یہی کلمۂ پاک ایک ہی وقت میں رسول کریمؐ اور حضرت مسیح موعود علیہم السلام کی مبارک زبانوں پر بھی جاری ہوا۔ مگر تینوں کی آوازیں جدا جدا ایک ہی وقت بال بال کی تقدیم و تاخیر پر معلوم ہوتی تھیں

اور پھر میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اس قدر بڑے بڑے کرّے باوجود بڑے ہونے کے اس قدر محدود کیونکر نظر آتے ہیں۔ اور باوجود محدود نظر آنیکے انمیں جملہ مخلوقات کیونکر سمائی ہوئی ہے۔ اور پھر یہ سب کرّات باہم ایک دوسرے سے باہمہ وجوہ کیسے مطابق ہیں۔ اور ان میں ہر چیز کیونکر اپنی اصلی شکل و ہیئت پر نظر آتی ہے۔ عجیب ہے! اس اندرونی سوال پر پھر میرا ربّ اکبر اور حضرت رسول کریمؐ۔ اور حضرت مسیح موعودؑ عالم ہوئے۔ اور پھر اللہ تعالےٰ نے اور ساتھ ہی رسول کریمؐ اور ساتھ ہی مسیح موعود علیہم السلام نے میری طرف منّہ موڑ کر ایک ہی وقت میں ایک ہی آواز کے ساتھ مگر جُدا جُدا بال بال کے تقدیم و تاخیر پر۔ یعنی اوّل اللہ تعالیٰ نے۔ پھر حضرت رسول کریمؐ۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہم السلام نے مجھے بطور تفہیم کہا کہ تجھے یہ کلام یاد نہیں لیس علی اللہ بمستنکر...... ان یجمع الخلق فی واحد (از مسیح موعود علیہ السلام) اس کے بعد میرے دل میں پھر سوال پیدا ہوا کہ ان کرّوں کو کدھر لے جایا جا رہا ہے۔ معاً اللہ تعالیٰ نے۔ اور ساتھ ہی رسول کریم اور مسیح موعود علیہم السلام نے میری طرف رُخ فرما کر فرمایا (اور ساتھ ہی تفہیم دلائی کہ مشرق کی طرف توجہ کرو۔ یہ الفاظ تفہیمی ہیں۔ ظاہری کلمہ طیبہ جب میں نے مشرق کی طرف دیکھا۔ منارۃ المسیحؑ قادیان جس کی چوٹی آسمان سے گذری ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اور درمیانی حصّہ پر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد صاحب علیہ السلام نورانی چہرہ کے ساتھ سفید نورانی لباس پہنے ہوئے نہایت بشاش اور برف جیسا نورانی عمامہ زیب سر کئے ہوئے جس پر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم اور مسیح موعود علیہم السلام کے تمام انوار و تجلیات کا پرتو پڑ رہا تھا۔ اور انعکاسی روشنی سے شرقی فضاءِ عالم بالخصوص بقعۂ نور ہوا تھا اس طرح کھڑے ہیں جس طرح ایک محبوب دیگر محبوبوں کی تشریف آوری کے مسرّت کن اشتیاقِ ملاقات کی آرزو اور تمنا میں خوش ہو رہا ہو) کہ "روئے زمین کے بادشاہ کے حوالہ کرنے ہیں"۔ یہ کلمات میری طرف مخاطبہ کے وقت ایسے پُرسرور حالت میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریمؐ اور حضرت مسیح موعود علیہم السلام نے ایک ہی وقت بال بال کی تقدیم و تاخیر سے فرمائے۔ کہ اس وقت میرے وجود کا ذرّہ ذرّہ حمد و تسلیم کے لئے جھکا۔ اور سرور اور مستی کی لہریں رگ و ریشہ میں موجزن ہوئیں۔ اور میری زبان پر مکاشفہ کے اندر سبحان اللہ سبحان اللہ اللہ اکبر جاری ہوا۔ اور اس عرصہ میں مغرب سے لیکر مشرق تک اللہ تعالیٰ کریم اور ہر دو صاحبان نے لاانتہا غیر محدود مسافت پر پرواز یا رفتار فرمائی۔ مگر آگے پیچھے درمیان میں ان سے کوئی جگہ بھی خالی نہ رہی۔ مَیں بے اختیار ہو کر ان کے ساتھ منارۃ المسیح کی طرف اپنے پَر یا بازو جو اس مکاشفہ میں لیس کشتہ تھے پرواز کے لئے پھیلا کر سبحان اللہ سبحان اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اچھلا۔ اور چارپائی سے نیچے زمین پر گرا۔ ذرا سی ہوش آنے پر سارا جسم پسینہ پسینہ ہوا۔ اور لالٹین جلا کر نماز تہجد کے لئے وضو کر کے نماز کے اندر خوب خضوع و خشوع کے ساتھ زار زار رویا۔ یہ رونا عشق الٰہی اور محبت الٰہی اور حضرت رسول کریمؐ اور حضرت مسیح موعودؑ میں تھا۔ جنون نہ تھا۔ دیوانگی نہ تھی۔ میں دنیا کی تمام عمر کی تمام خوشیوں کو اس گھڑی کے رونے پر قربان کرتا ہوں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

نوٹ:۔ یہ مکاشفہ دسمبر ۱۹۲۶ء میں عاجز نے ایک دفعہ خان صاحب محمدؐ دلاور خاں احمدی اسسٹنٹ کمشنر چارسدہ ضلع پشاور کے کہنے پر ان کے بنگلہ میں غیر احمدی مجمع میں جب سنایا تو خانصاحب[1] محمد اکبر خاں ڈسٹرکٹ جج نے خانصاحب محمدؐ دلاور خاں کو کہا کہ آپ تو مجھے تبلیغ کرتے کرتے ہمیشہ کہتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کی بیعت کرو لیکن روئے زمین کا بادشاہ تو کلام الٰہی سے حضرت میرزا محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح قادیان ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے تم بھی ان کی بیعت کرو۔ اور میں بھی اگر احمدیت کی بیعت کروں گا۔ تو انہی کی کروں گا۔ خانصاحب نے کہا ہاں ٹھیک ہے خلیفہ وہی ہیں۔ مولوی محمدؐ علی صاحب تو ایک امیر ہے میں بیعت[2] عنقریب کروں گا۔ چند روز بعد خواجہ کمال الدین صاحب۔ خانصاحب محمدؐ دلاور خاں کے پاس دورہ پر تشریف لائے۔ میں بھی موجود تھا۔ خانصاحب نے مجھے کہا مکاشفہ سناؤ۔ میں نے سنایا۔ اور خواجہ صاحب خاموش ہوئے۔ صرف اتنا فرمایا کہ میاں صاحب تو ہمارے روحانی باپ کا فرزند ہے۔

یہ جنوری ۱۹۲۷ء کا ذکر ہے۔ اور جملہ حضرات بطور گواہ زندہ موجود ہیں۔

---

[1] محمدؐ اکبر خاں ڈسٹرکٹ جج ہمارے خانصاحب محمد اکرم خاں بی۔ اے امیر جماعت احمدیہ چارسدہ کے سالہ ہیں۔ اور محمد اکرم خانصاحب بھی اس وقت غیر مبائع تھے۔

[2] محمدؐ دلاور خانصاحب سال ۱۹۲۸ء میں بیعت خلافت سے مشرف ہوئے ہیں۔

مارچ ۱۹۲۸ء کا مہینہ تھا۔ اور ماہ رمضان کے شب درمیان ۱۳-۱۴ چودھویں رات تھی

رات کو سوتے وقت اس درد گداز میں سویا کہ یا اللہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی کے اور اس عاجز کے اور دیگر بزرگان سلسلہ کے تبلیغ احمدیت میں باوجود حد درجہ انہماک اور گداز کے دنیا کیوں اس صداقت کو قبول نہیں کرتی یا اللہ جلد اپنی قادرانہ طاقتوں سے اس حق کو دنیا پر ظاہر فرما کر اپنے گمراہ بندوں کو اپنے آستانۂ الوہیت پر گرا۔ اور اپنے قرب اور وصال کے وارث بنا دے آمین۔ اس سوز و گداز کے اندر سو کر رات کو بوقت نماز تہجد ایک خوشکن نظارہ کے بعد میں بیدار ہوا اور بیدار ہوتے ہی فوراً میرے حرکات ضبط ہوئیں اور میں رو بقبلہ ہو کر چارپائی پر لیٹ گیا۔ اور معاً مجھے مکاشفہ ہوا۔

مکاشفہ نمبر ۲

اب میں بیداری کی حالت تھا۔ اور سوائے بڑی سانس کے باقی سب طاقتیں ضبط و معطل تھیں۔ سارا عالم بقعۂ نور ہوا۔ کوئی چیز باوجود بیداری کے مجھے نظر نہ آتی تھی۔ مکاشفہ کے اندر میں دیکھتا ہوں کہ میں اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی مرزا محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ ایک نور کے ابھار پر رو بقبلہ کھڑے ہیں۔ اور اوپر خداوند تعالیٰ جلّ جلالہ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ جو اس نور میں نہایت بلندی پر فوق الفوق قائم بالذات ہے اور اس کی تمام تجلیاتِ جلالی اور جمالی نے تمام نشیب و فراز کو منور کر دیا ہوا ہے۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام جن کے دونو پر نورانی شمالاً جنوباً پھیل کر تمام افق گھیرے ہوئے تھے۔ اور سر اور منہ اور چہرہ انسان کی شکل پر متمثل تھا۔ اور گردن کبوتر کی مانند لمبی مگر نور کی تھی۔ اوپر سے آہستہ آہستہ پر ہلاتے ہلاتے نازل ہوئے ان کے پروں کی ہر جنبش سے ایک نور پیدا ہوتا تھا۔ اور ارد گرد آفاق تک کی نورانی فضاء کو اور زیادہ منور کرتا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام کے پروں سے نور نکلنے کے ساتھ ساتھ ہی ہم میں سے بھی ایک نور نکلتا تھا۔ پہلے جبرئیل علیہ السلام کی گردن ہم دونو کے اوپر تھی اور چہرے کا رُخ ایسا تھا کہ وہ ہم کو بھی دیکھ رہے تھے اور خدا تعالیٰ کو بھی دیکھ رہے تھے۔ لیکن جب وہ ہمارے قریب ہوئے تو ہم ان کے دائیں بازو کے نیچے تھے۔ اور انہوں نے ذرا تھم کر اپنے بازو اور زیادہ ہلانے شروع کئے نتیجۃً ان میں سے اور بھی نور زیادہ نکلنے لگا۔ اور ہمارا نور بھی زیادہ نکلنے لگا۔ اور طرفین کے انوار اشتیاق سے باہم مل گئے۔ زاں بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اوپر کی طرف صعود شروع کیا۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم نور کے بنے ہوئے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے نورانی وجود اس انجذاب سے یا تو ان کے دائیں بازو یا پر پر سوار ہیں۔ یا اس پر کے اندر ہیں۔ جب ہم آسمان کی طرف بہت بلندی (بے شمار زمانہ کے بعد لاانتہا مسافت کے بعد مگر وقت محدود بھی معلوم ہوتا تھا) پر چڑھ گئے۔ تو ہماری خوشی کی انتہا نہ تھی۔ اور اوپر خداوند تعالیٰ جلّ جلالہ اپنے تجلّیاتِ نورانی کے ساتھ حضرت رسول کریمؐ اور حضرت مسیح موعود و دیگر تمام

انبیاء علیہم السلام بہت قریب دکھائی دیتے تھے۔ اس مقام پر حضرت جبریلؑ نے کچھ کہا یا ہم کو تفہیم کی جس کا مفہوم یہ تھا کہ تم آگے چڑھو۔ اس وقت ہم نے کہا یا حضرت جبریل علیہ السلام کو تفہیم کی جس کا مفہوم یہ تھا کہ تم بھی ہمارے ساتھی یا رفیق راہ ہو۔ اور اوپر قرب الٰہی کا اعلیٰ مقام ہے۔ اور ہمارے دل میں یہ خیال تھا کہ بغیر حضرت جبریل علیہ السلام پر سواری کے یا بغیر ان کی رفاقت کے ہم اوپر نہیں چڑھ سکتے۔ اس لئے ہمیں خواہش تھی کہ وہ بھی ہمارے ساتھ رہیں۔ انہوں نے جواب میں کچھ فرمایا یا تفہیم کی کہ اس مقام سے آگے میں نہیں جا سکتا۔ اور میری کشش پرواز تمہارے ساتھ ہے۔ اس وقت حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی نے قلبی علم سے میرے قلب کو سمجھایا۔ کہ یہ مقام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ پس حضرت جبریل اپنے دونو پر ایک طیر کے مطابق ہلانے لگے۔ اور اس جنبش سے جو نور نکلتا تھا وہ نور ہمارے ساتھ رفیق راہ تھا۔ اور حاصل کلام ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم قرب الٰہی میں پہنچے جس کا ایک معمولی ظاہر نقشہ لیس کمثلہ یہ ہے

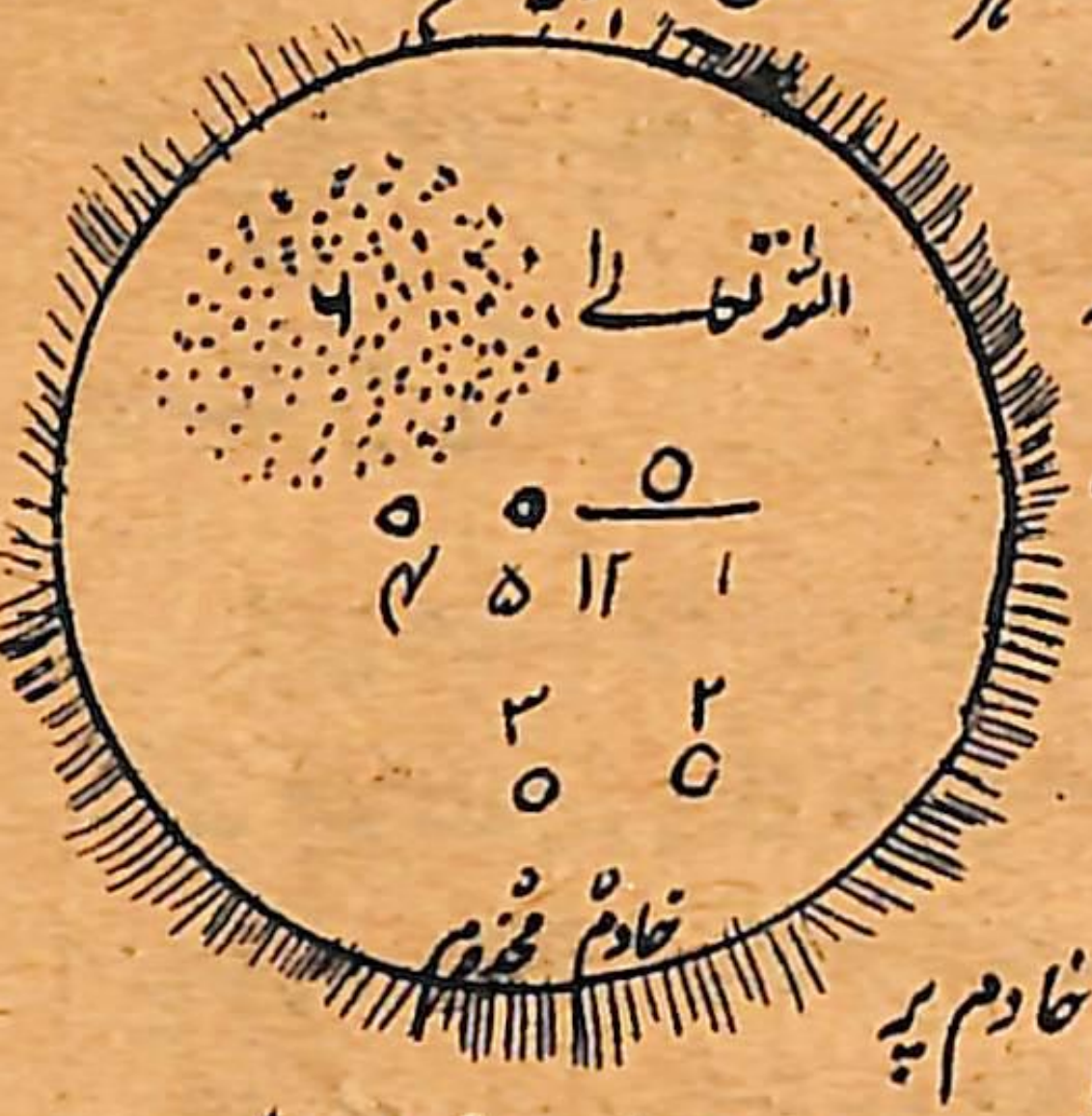

ایک مدوّر اور بے انتہا منور اور چمکدار نورانی چیز کے کنارے پر ہم پہنچے جو مقام خادم و مخدوم سے ظاہر ہے۔ یعنی مقام خادم پر یہ عاجز اور مقام مخدوم پر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد علیہ السلام پہنچے۔ مقام ۱ پر اللہ تعالےٰ جلّ جلالہٗ اپنے کمالات اور تجلیات اور صفاتِ تامہ کے ساتھ رُو بمشرق ایک بے مثل کرسی پر قائم بالذات تھے۔ میں وہ تمام صفات اور تجلیات جلالی اور جمالی جو حد امکان سے باہر ہیں بیان میں اور تحریر میں نہیں لا سکتا ہوں۔ اور اس قدر قاصر ہوں کہ اس وقت بھی میرے تمام رگ و ریشے بیتاب ہو رہے ہیں۔ اور زبان شرمندہ ہے کہ میں کس طرح کماحقہٗ بیان کر سکوں۔ اور خداوندِ جلیل باوجود محدود نظر آنے کے اس قدر فوق الفوق ہے جس کے لئے کوئی احاطہ مقرر کرنا میں کفر سمجھتا ہوں۔ مقام ۲ پر رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی ایک بے مثل کرسی پر ایک بے مثل تاج زیب سر فرمائے ہوئے تھے۔ اور اس تاج کی چوٹی فوق الفوق بغیر حد بندی کے تھی۔ اس پر بے شمار ستارے جڑے ہوئے تھے۔ جو انسانی نورانی اشکال معلوم ہوتے تھے۔ اللہ تعالےٰ سے تمام انوار اور تجلیات اور صفاتِ تامہ کا ظہور لئے ہوئے ......

...... اللہ کریم کے بالکل روبرو رونق افروز تھے۔ اور گویا اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کے تمام انوار اور تجلیات کا کامل مظہر رسول پاک نظر آتے تھے۔ اور مقام ۳ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام رسول کریمؐ کے کامل مظہر بنے ہوئے تھے۔ ان کا تاج اور ان کی کرسی رسول کریم صلعم کے تاج اور ان کرسی کے مانند تھی۔ لیکن تھے ان کے ظلّ۔ اور نیز باقی تجلیات الٰہی کا عام فیضان حاصل کئے ہوئے تھے۔ نظر عمیق سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اصل اور ظلّ میں فرق ہے۔ ورنہ ظاہری طور پر اصل اور ظلّ میں فرق معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔ اور جس طرح رسول کریمؐ کے مبارک تاج پر بے شمار ستارے جڑے ہوئے چمکتے نظر آتے تھے جو درحقیقت روحانی انسان تھے۔ اور جو اللہ تعالےٰ کے دائیں طرف مقام ۶ پر نقطہ دار علامات سے میں نے دکھائے ہیں اور ہم نے جاتے ہی پہچان لیا کہ یہ انبیاء سابقین ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ بعینہٖ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک تاج میں ایسے ہی وجود چمکتے نظر آتے تھے۔ مقام ۴ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام رونق افروز تھے۔ اور مقام ۵ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کرسی پر رونق افروز تھے۔ ان کرسیوں کا بلاکیف کیفیت ان سب کے نورانی چہرے خداوند تعالیٰ کی طرف بھی تھے اور ایک دوسرے کے روبرو بھی۔ اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ لیس کمثلہ کے مبارک پنجہ کے نیچے ایک مشین جس کا مدوّر منہ تھا۔ اور منہ کے بیچ میں ٹیلیگراف کے بٹن کی مانند مگر یہ معمولی تمثیل ہے ایک چمکدار بٹن تھا۔ اور نیچے چار بڑے چرخ۔ اور ہر ایک چرخ کے ماتحت ان گنت چرخ لگے ہوئے تھے۔ جن کے دائرے زمین و آسمان سے کئی گنا بڑے معلوم ہوتے تھے۔ منارۃ المسیح کی مانند ایک نور کی چوٹی پر قائم نظر آتے تھے۔ اس نورانی مینار کے زیادہ تر شرقی طرف بے شمار بجلی جیسی چمکتی ہوئی تاریں تمام عالم کے کناروں تک دور و بعید لگی ہوئی تھیں۔ جب میں اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی اس مدوّر چرخ کے کنارہ پر جس کو ہم اس وقت عرش معلےٰ سمجھتے تھے پہنچے تو معاً اللہ تعالےٰ نے فرمایا

"دربارِ عام ہوا اشتہار دے"

میرا حی و قیوم قادر خدا جو اب بھی میرے سر پر زندہ موجود ہے اس کو گواہ کر کے سچ کہتا ہوں کہ تمام انوار اور تجلّیاتِ الٰہیہ میں ایک تلاطم اور جنبش پیدا ہوئی اور چاروں طرف نور کی لہریں دوڑنے لگیں۔ اور ان تاروں کے بیچ میں جو زمینی افق کے چاروں طرف مگر زیادہ تر شرقی طرف لگی ہوئی تھیں ایسا تلاطم پڑا۔ اور بجلیاں کڑکیں۔ کہ زمینی خواب آلودہ لوگ یکدم جاگ اٹھے اور اٹھتے ہی ان کے وجود نورانی بن کر ان تاروں کے کششی انوار کے جذب سے اوپر چڑھنے لگے۔ وہ لوگ بصورت انسان کے سفید چڑیاں معلوم ہوتے تھے۔ اور جب مشین کے سر پر پہنچے تو ان کے بیٹھنے کے لئے اس مینار کی چوٹی ایک بے نظیر سفید بجلی نما تار کی مانند مگر موٹی اوپر فوق الفوق چلی گئی۔ اور اس کے سہارے وہ تمام طیر یعنی روحانی انسان سہارا لے کر خوش و خرم بیٹھے۔ ان کی خوشی اور سرور کا کوئی انتہا نہ رہا۔ اور جناب الٰہی اور حضرت رسول کریم اور حضرت مسیح موعود اور نیز دیگر تمام انبیاء علیہم السلام اور روحانی لوگ اور خادم و مخدوم نے بھی تبسم اور اظہار سرور کیا!

الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۲) جب نو آمدہ طیر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے تو اب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور اس عاجز کو اپنی دلی تمنا کے اظہار کا شوق پیدا ہوا۔ جو مدعا ہم ساتھ لے کر دربار عالیہ میں گئے تھے۔ اب میں دل کے اندر اندر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کو مخاطب کر کے عرض کرتا ہوں اللہ تعالےٰ کے حضور درخواست زبانی پیش کریں تاکہ میں بھی شروع کروں۔ حضرت اقدس اور میں ساتھ ساتھ ایک ہی وقت میں مگر بال بھر تقدیم و تاخیر کے ساتھ یوں کہنے لگے۔

حضرت خلیفۃ المسیحؑ۔ اے خدا! میں اور ملک محمد الطاف تیری توحید کی پھیلاوٹ چاہتے ہیں۔ میں اے خدا! میں اور حضرت خلیفۃ المسیح تیری توحید کی پھیلاوٹ چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ:۔ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے جواب میں فرمایا

"مے شود"

اب ہماری دوسری خواہش جو میں نے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے دل ہی دل میں مشورہ کر کے پاس کی۔ میں نے حضرت سے کہا کہ اللہ تعالےٰ کے حضور اسے پیش کریں۔ میں ابتداءً حضرت اقدس سے کرانا چاہتا تھا۔ کیونکہ حضور مخدوم ہیں اور میں خادم ہوں۔ ایک ہی وقت ایک ہی خواہش ہم دونو نے پیش کی۔ مگر ہر ایک کی آواز علیحدہ علیحدہ خداوندِ جلیل کے حضور میں ایک ہی آن میں پہنچی۔

مخاطبہ:۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی "بزودی مے خواہیم"! عاجز:۔ "بزودی مے خواہیم"!

ہمارا یہ کہنا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریمؐ اور مسیح موعودؑ اور دیگر تمام انبیاءؑ اور حاضرین نے کمالِ مسرّت سے تبسم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ وجلّ شانہٗ نے اپنی مبارک سبابہ انگلی سے اس مشین کا بٹن دبایا۔ اور مشین کی چاروں چرخیں اور ان کے ماتحت کی بے شمار چرخیں جو پہلے بھی تیز گردش کر رہی تھیں سب ایسی تیزی سے فرّ فرّ گردش کرنے لگیں کہ تمام انوار اور تجلیات میں بیحد جنبش اور بے قراری پیدا ہوئی اور ان تاروں کی بجلی نما لہروں اور کڑاک سے تمام سفلی لوگ جو خواب آلودہ تھے جاگ اٹھے۔ اور جاگتے ہی نورانی بن کر ان تاروں کی کشش سے پرواز کرتے ہوئے طیروں کی مانند بصورتِ انسان مگر نہایت منوّر مینار موصوف کے فوق الفوق حصہ سے سہارا لینے لگے اور اس وقت اللہ کی خوشنودی کی بھی کوئی حد نہ تھی۔ اور نیز رسولِ کریمؐ اور مسیح موعودؑ اور دیگر انبیاء وغیرہ علیہم السلام اور ہمارے سرور اور خوشنودی کی بھی کوئی حد نہ رہی۔ وہ وقت وہ نظارہ وہ سرور اور

وہ لذّت اور وہ خوشی کا عالم ایسا تھا۔ کہ اس سے بڑھکر میرے تصوّر میں بھی نہیں آسکتا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میرے وجود کا ذرّہ ذرّہ بھی جب ہزارہا سال کے بعد نیست و نابود ہو جائے گا۔ وہ روحانی غذا اور اسکی لذّت میری روح کے ساتھ رہے گی۔ الحمد للہ۔

(۳) دریں اثنا میں نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح سے کہا کہ حضور دیکھو یہ چار بڑے چرخ۔ ربوبیت ۱، رحمانیت ۲، رحیمیت ۳، مالکیت ۴ کے چرخ ہیں۔ اور باقی سب چرخ ان میں سے ہر ایک کی اتباع میں گردش کرتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں!

یہ مکاشفہ جب اس حدِ سرور کو پہنچا تو میں نے کمالِ سرور اور مستی سے اللہ تعالےٰ سے ہاتھ پھیلا کر بوسہ لینا چاہا۔ اور معاً میرا مکاشفہ میری حرکتِ بازو سے بدل گیا۔ اور میں بیدار ہو کر چارپائی تمام ہیبت کے ساتھ اُچھل کر زمین پر گر پڑا۔ اندھیری رات کا وقت تھا۔ ماہِ مارچ و رمضان سنہ ۱۹۲۸ء کا مہینہ۔ کمرے کے اندر سنسان وقت میں میرے گرنے کی آواز اور خراٹوں سے میری بیوی جاگ اُٹھی۔ اور پوچھا خیر ہے؟ اس وقت مجھے کمال ہوش آیا کہ یہ تو دنیا کی بیداری ہے میں نے کہا لالٹین جلاؤ۔ میں سجدے میں گرا۔ اور دیر تک عشقِ الٰہی میں اور اس نظارہ کے سرور میں روتا رہا۔ یہ مکاشفہ غالباً انہی دنوں میں عاجز نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھ کر بھیج دیا تھا۔ اور بابو عبد الغفور صاحب پوسٹ ماسٹر اور بھائی نور الحق صاحب مدرس سکنائے چارسدہ کو بتایا تھا۔ ان کو اس وقت پڑھنے سے سخت رقت ہوئی۔ اور خاکسار کو عشق الٰہی میں محویت کے باعث سے رونا آتا تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمدن المصطفیٰ سیّد الانبیاء وبارک وسلّم وصلّ علیٰ عبدک المسیح الموعود المجتبیٰ بروز الانبیاء وبارک وسلّم وصلّ علیٰ ابراھیم خلیل اللہ ابو الانبیاء وبارک وسلّم وصلّ علیٰ آدم صفی اللہ وبارک وسلّم علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین والصدیقین والشھداء والصالحین برحمتک یا ارحم الرّاحمین وبارک وسلّم وصلّ علیٰ جبریل وبارک وسلّم وصلّ علیٰ کلّ ملٰئکتک یا ارحم الراحمین

(بقیہ مضمون صفحہ ۴)

اور اُس قدوس خدائے ذوالجلال کی ہستی پر تازہ بتازہ ایمان اپنے خدا پر لا سکتے ہیں۔ کہ جو اُس قادر خدا حیّ و قیّوم نے فرمایا تھا۔ اُسے پورا کر کے دکھا دیا۔ میں ہمیشہ تعجب کرتا ہوں کہ لوگوں کے دل مخّص ہو گئے۔ ذرا بھی غور نہیں کرتے کہ ایک کی توہین کے متعلق اُس نے اپنے ارادہ کا اظہار فرمایا۔ اور اس کے بالمقابل جس کی توہین کے لئے وہ ارادہ کر کے کھڑا ہوُا تھا۔ اُس کی قبولیت کا اظہار فرمایا۔ کہ میں تیری قبولیت اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالوں گا۔ جو تجھ سے محبّت کریں گے۔ اور تیرے لئے دُور و دراز سے تحائف بھیجیں گے کیا میرے خدائے ذوالجلال نے ایسا نہیں کر دکھایا مجھے دنیا میں کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ گمنامی میں گم تھا۔ اپنے بندوں کے دلوں میں میری قبولیت ڈال دی اور جو لوگ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے دوست تھے۔ اُن میں سے بہت سے میرے دوست ہو گئے اور ایسے وفادار دوست بن گئے۔ کہ میں ان کو دیکھ کر ان کے وجود خدائے ذوالجلال کا زندہ کرنے والا معجزہ سمجھتا ہوں۔ کہ یہ جس کے دوست تھے اُس کے کیسے دشمن ہو گئے۔ اور جس کو یہ نہ جانتے تھے۔ نہ انہوں نے مجھے کبھی دیکھا ہی تھا میرے کیسے وفادار دوست بن گئے۔ یہ دو نشان ہیں جو رحمت کے نشان ہیں۔ مگر لوگ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی سے نفرت یہ بھی ایک نشان الٰہی ہے۔ میری قبولیت یہ بھی ایک نشان الٰہی ہے۔ جس پر اُس خدائے ذوالجلال نے قہر کی نظر سے نظر ڈالی اُس کا بھی اظہار کر کے دکھا دیا۔ اور جس پر اس خدائے ذوالجلال نے محبت کی نظر سے نظر ڈالی اُس کا بھی اس نے اظہار کر دیا۔

پس کیوں لوگ اپنے خدائے قدوس کے فعل سے خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ کیا یہ کام میں نے کیا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی نفرت لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی۔ اور کیا یہ کام میں نے کیا کہ اپنی قبولیت آپ لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی پس مولوی محمد حسین صاحب کی نفرت آپ لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنی بھی اُس کی ہی قدرت کا نشان ہے۔ اور میری قبولیت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنی یہ بھی اُس کی ہی قدرت کا نشان ہے۔ وہ ہمیشہ بولتا رہا ہے اور ہمیشہ ہی بولتا رہے گا۔ ہمارا خدا زندہ خدا ہے اُس کی کسی طاقت میں کبھی کمی نہیں آئی۔ اور نہ کبھی آ سکتی ہے۔ ذرہ ذرہ اُسی کا بنایا ہوا ہے۔ اُسی کا فیض ہے جو زمین کام کر رہی ہے۔ اور اسی کا فیض ہے جو آسمان کام کر رہا ہے۔ اُس کی کُنہ کو کوئی نہیں ۳۳

۳۳ پہنچ سکتا۔ وہی عالم الغیب خدا ہے۔ اس کی قدرت سے کوئی چیز بھی باہر نہیں ہے۔ اسلام نے ایسے ہی ذوالجلال خدا کو پیش کیا ہے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں میرے زمانہ کے لوگوں پر آئندہ آنے والی نسلیں افسوس کرینگی کہ وہ لوگ کیسے کفرانِ نعمت تھے اے نادانو! اٹھو کھڑے ہو جاؤ اب خدا کے ساتھ ارادہ کر لو کہ یہی دن اسلام کی خدمت کے ہیں۔ اور اسلام کے غلبہ کے دن بھی یہی ہیں۔

تحریک جدید کے چندہ میں پانچ ۵ روپے سے کم کی رقم نہیں لی جاتی

ایک جماعت کے سیکرٹری مال کی طرف سے تیسرے سال کی مالی تحریک میں حصّہ لینے والوں کی فہرست جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوئی۔ تو اس میں صرف ایک دوست کا وعدہ پندرہ روپے کا تھا۔ اور باقی آٹھ دوستوں کا وعدہ ایک ایک دو دو روپیہ کا درج تھا۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے لکھا:

”یہ تحریک صرف ایسے لوگوں کے لئے ہے جو پانچ روپے یا اس سے زائد چندہ دے سکیں۔“

پس احباب کو معلوم ہونا چاہیے کہ تحریک جدید کے چندے میں پانچ روپے سے کم کا وعدہ نہیں لیا جاتا۔ اور حضور نے تحریک جدید کے سب سے پہلے خطبہ میں جو ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۳۴ء کو پڑھا فرما دیا تھا کہ:۔

”جو لوگ پانچ روپے سے کم حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ نہ میرے مخاطب ہیں۔ اور نہ ان کے ثواب میں کمی آتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ ان کے دلوں کو دیکھتا ہے۔“

چونکہ آجکل بعض فہرستوں میں پانچ روپے سے کم کے وعدے بھی آ رہے ہیں۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ایسا وعدہ کرنے والوں سے کہہ دینا چاہئے کہ پانچ روپے سے کم کا وعدہ نہیں لیا جاتا۔ ایسے دوست اگر تحریک جدید کی مالی تحریک میں شامل ہو کر ثواب لینا چاہیں۔ تو انہیں چاہئے کہ اپنے وعدوں کو کم از کم پانچ روپے تک کر دیں۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید قادیان

درخواست دعا:۔ مولوی چراغ الدین صاحب مبلغ سرحد کی اہلیہ صاحبہ چند دنوں سے زیادہ بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں

شرح دُرِّثمین فارسی

از جناب قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی اے (ارہی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز
بخت گم کردہ را بیابد باز

جو تیری درگاہ میں عاجزی سے نالہ کرے گا۔ وہ اپنے کھوئے ہوئے بخت کو پھر حاصل کرے گا۔

ناامیدی انسان کو خدا سے دُور کر دیتی ہے۔ اگر غلطی یا گناہ ہو جائے تو یہ نہیں سمجھنا چاہئے۔ کہ بس اب ہمیشہ کے لئے خدا کی رحمت سے ناامید ہونا پڑا اب کوئی ضرورت نہیں کہ اس کے متعلق خدا سے معافی طلب کی جائے۔ آریوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کو اپنے اعمال کی سزا ہر صورت میں بھگتنی پڑتی ہے لیکن اسلام کی یہ تعلیم نہیں۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کہ خدا کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان ٹھوکر کھانے کے بعد آئندہ کے لئے محتاط ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اُس کو یقین ہو کہ عاجزی کرنے سے میرے گذشتہ گناہ معاف کئے جائینگے اس طرح آئندہ غلطی سے بچنے اور نیک کاموں کی توفیق مل جاتی ہے۔ ناامید آدمی اپنے آپ کو مُردہ تصوّر کر لیتا ہے۔ اَور آئندہ کے لئے کبھی نیکی کی تحریک اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ اور اس لئے وہ اُس ترقی سے جو خدا نے انسان کے لئے محض اپنے فضل سے مقدر کر رکھی ہے محروم رہ جاتا ہے۔

لطفِ تو ترکِ طالباں نکند
کس بکارِ رہت زیاں نکند

جو تیری تلاش کرتا ہے تیری مہربانی اُس کو مایوسی کی حالت میں نہیں چھوڑتی۔ تیری راہ میں کام کرنے والا انسان نقصان نہیں اُٹھاتا۔

کِس قدر اطمینان بخش کلام ہے۔ اور کس قدر صداقت سے پُر۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو خدا کی طرف چل کر جاتا ہے خدا اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہے۔ یہ ہے خدا کا اپنے بندوں کے ساتھ سلوک۔ اور پھر جو خدا کی تلاش میں نکلتا ہے وہ کسی قسم کا نقصان بھی نہیں اٹھاتا۔ اس کے دنیا کے کام بھی درست رہتے ہیں۔ اور خدا بھی مل جاتا ہے۔

ہر کہ با نواتِ تو سرے دارد
پشت بر روے دیگرے دارد

جسے تیری ذات کا سودا ہو گیا ہو تو وہ دوسرے کی طرف اپنی پیٹھ پھیر دیتا ہے۔ حضرت اقدس کا اردو کا ایک شعر اس کی تشریح کر دیتا ہے ؎

اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا۔

زینکہ چوں کار بہ تو بگذارد
رو بہ اغیار از چہ رو آرد

کیونکہ جب وہ اپنا معاملہ تجھے سونپ دے تو غیروں کی طرف کیوں اپنا رُخ کرے۔ یہ شعر گذشتہ شعر کی تشریح میں ہے۔ اور اُس کے مضمون کی وجہ تسمیہ ہے۔

ذاتِ پاکت بس است یارِ یکے
دِل یکے۔ جاں یکے نگارِ یکے

دوستی کے لئے اکیلی تیری پاک ذات ہی کافی ہے۔ جب دینے کے لئے انسان کے پاس دل ایک ہے اور قربان کرنے کے لئے جان ایک ہے۔ تو لازماً معشوق بھی ایک ہی ہونا چاہئیے کسی شوخ مزاج شاعر کا ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

دل دے دوں میں تو ایک کو پر اور کیا کریں
میں چاہتا نہیں کہ حسینوں میں جنگ ہو۔

ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد
رحمت آشکار بنوازد

جو کوئی خلوت میں تیرے ساتھ تعلق پیدا کرے تو تیری رحمت اُس کو ظاہر طور پر نوازتی ہے یا تیری رحمت چار دانگ عالم میں اُس کی شہرت کو پھیلا دیتی ہے۔

حضرت اقدس نے اپنی ذاتی شہادت اس کے متعلق پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ؎

ابتداء سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار

ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور
از در و بامِ او ببارد نُور

جو شخص صدقِ دل اور حضورِ قلب سے تیرے دروازہ کو حاصل کر لیتا ہے یعنی تیرا قرب اُس کو میسر آجاتا ہے۔ تو اس کے دروازوں اور اس کے بام سے نور برسنے لگ جاتا ہے۔ یعنی جس کو خدا کی تلاش ہو اور دُہ سچے دل سے خدا کی جستجو میں لگ جائے۔ تو خدا اس کو شک اور گمان کی ظلمت سے نکال کر اپنی دید اسے متمتع فرمادیگا اور ایسا محسوس کرے گا کہ خدا ایک سیلاب نور بن کر اُس کے در و دیوار پہ جلوہ افروز ہے۔ یعنی اُس کو حق الیقین حاصل ہو جائے گا +

ہر کہ راہت گرفت کارش شد
صد امیدے بروزگارش شد

جو کوئی تیرے بتائے ہوئے راستہ پر چل پڑتا ہے۔ تو اُس کا کام ہو جاتا ہے۔ اَور اس کی سینکڑوں امیدیں بر آتی ہیں۔ ہر کام کے مآل سے اللہ ہی واقف ہوتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ اس کے حصول کا بہترین اور آسان طریقہ کیا ہے۔ سو جو راستہ وہ بتاتا ہے وہی کامرانی اور کامیابی کی شاہراہ ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالٰے نے اپنے بندوں کو سورۂ فاتحہ میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صراطِ مستقیم وہی راستہ ہو سکتا ہے جو جائے مقصود تک یقینی طور پر اور قلیل سے قلیل وقت میں پہنچائے

ہر کہ راہِ تو جُست یافتہ است
تافت آں رو کہ سر نتافتہ است

جس نے تیری راہ کی تلاش کی اُس کو تیری راہ مل گئی۔ جس نے تیری راہ سے مُنہ نہ موڑا وہ سرخرو ہو گیا۔

یعنی یہ نہیں کہ صرف اتنا علم دیا کہ ایک صراطِ مستقیم بھی ہے۔ بلکہ یہ کہ جس نے صراطِ مستقیم پر چلنے کی خواہش کی اور تیری رہبری کا طالب ہوا تو اُس کو وہ راستہ مل بھی جاتا ہے۔ اور جو شخص اس راہ پر گامزن ہو جاتا ہے تو آخر وہ اپنے مقصد کو پا کر دنیا و عقبےٰ میں سرخروئی حاصل کر لیتا ہے

حضرت اقدس نے حضرت باوا نانک صاحب کی دعا کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا ہے کہ قطعہ

سفر میں وہ رو رو کے کرتا دعا۔ کہ اے میرے کرتار مشکل کشا
میں عاجز ہوں کچھ بھی نہیں خاک ہوں۔ مگر بندۂ درگہِ پاک ہوں
میں قربان ہوں دل سے تیری راہ کا۔ نشاں دے مجھے مردِ آگاہ کا۔
نشاں تیرا پاکر وہیں جاؤں گا۔ جو تیرا ہو وہ اپنا ٹھہراؤں گا۔
کرم کر کے وہ راہ اپنی بتا۔ کہ جس میں ہو اے میرے تیری رضا
بتا یا گیا اُس کو الہام میں۔ کہ پائیگا تو مجھ کو اسلام میں
مگر مرد عارف فلاں مرد ہے۔ کہ اسلام کی راہ میں فرد ہے
ملا تب خدا سے اُسے ایک پیر۔ کہ چشتی طریقہ میں تھا دستگیر
وہ بیعت سے اسکے ہوا فیضیاب۔ سنا شیخ سے ذکرِ راہِ صواب
پھر آیا وطن کی طرف اسکے بعد۔ لے پیر کے فیض سے بختِ سعد

حضرت اقدس کا مندرجہ بالا فارسی شعر اگر دعویٰ ہے تو یہ قطعہ اس کے لئے بطور دلیل ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار اس شعر کے ساتھ بطور تسلسل کے چلے آتے ہیں +

(باقی آئندہ)

الحکم کا خلافت نمبر

مَیں نے اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کر کے یہ عزم کیا ہے کہ ۱۴ مارچ ۳۷ء کو الحکم کا ایک خلافت نمبر شائع کروں۔ یہ نمبر انشاء اللہ ایک خاص شان کا نمبر ہوگا۔ اس نمبر میں کیا ہوگا؟ یہ نمبر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی گذشتہ ۲۳ سالہ ترقیوں کی قلمی تصویر ہوگا۔ اور اپنے حجم۔ طباعت۔ کتابت فہرست مضامین کے لحاظ سے انشاء اللہ ایسا نمبر ہوگا۔ کہ الحکم کی گذشتہ تاریخ میں اس کی مثال نہ ملے گی صفحات کے لحاظ سے یہ نمبر کم وبیش سو صفحے کا نمبر ہوگا۔ متعدد فوٹو اور عکس اس نمبر کی شان کو دوبالا کر رہے ہوں گے۔ اس نمبر کی قیمت کا اعلان بعد میں کیا جا سکے گا۔ سردست جو جماعتیں یا افراد اس نمبر کی اشاعت میں حصّہ لینا چاہیں۔ وہ لواپسی بذریعہ کارڈ اطلاع دیں تاکہ اسی قدر تعداد میں یہ نمبر چھپوایا جائے۔ یہ نمبر اس لحاظ سے کہ ہمارے سید و مولیٰ کی مقدس زندگی اور آپ کے عظیم الشّان اعمال کا ایک مرقع ہوگا۔ اس قابل ہوگا کہ اس کی اشاعت ہندوستان کے کونہ کونہ میں کی جائے۔

تفصیلی اطلاعات:۔ اس نمبر کے متعلق بہت جلد تفصیلی اطلاعات بعد میں شائع کی جائیں گی۔ دریافت طلب امور کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔

شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان

اعلان قابلِ توجہ موصیان حصّہ آمد وحصّہ جائداد

مجلس مشاورت ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ موصیان حصہ آمد اپنی وصایا میں اضافہ کریں۔ اور موصیان حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ حضور کے اس ارشاد پر اکثر دوستوں نے لبیک کہتے ہوئے حصہ آمد میں اضافہ کیا ہے۔ مگر ابھی تک بعض دوستوں نے توجہ نہیں کی۔ دوسری مجلس مشاورت بھی قریب آرہی ہے۔ گو یہ اضافہ لازم نہیں کیا گیا۔ مگر موصیان کے اخلاص کا تقاضا ہے۔ کہ حصّہ آمد میں سے ایک موصی بھی ایسا نہ رہے۔ جس نے اپنی وصیت میں اضافہ نہ کیا ہو۔ مجلس مشاورت سے پہلے پہلے سب موصیان حصہ آمد کا نام فہرست اضافہ وصایا میں آجانا چاہئے۔ تاکہ مجموعی طور پر کل موصیان حصہ آمد کے نام حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کئے جاسکیں۔

سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

تخت وتاج کے مقابلہ میں محبّت کی عظیم الشّان فتح!

شہنشاہ ملک معظّم کی بےمثال قربانی سے ہر انسان کو سبق حاصل کرنا چاہیئے

صوفی اینڈ کو رجسٹرڈ راولپنڈی کا ایثار

جوہر وسمہ مہندی کی تقسیم مُفت

شہنشاہ ملک معظم ایڈورڈ ہشتم نے عشق ومحبت کی قربان گاہ پر اپنا تاج وتخت نثار کر کے انگلستان کی تاریخ میں ایک سنہری نظیر پیدا کر دی ہے۔ جو انگلستان کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھی جائے گی۔ مگر ہندوستان کے خود غرض اور بے عمل لیڈر لیجیسلیٹو اسمبلی کی کرسی کو قوم و وطن کی عزّت کی خاطر کسی حالت میں بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل کے لئے قومی مفاد کو قربان کر رہے ہیں۔

صوفی اینڈ کو (رجسٹرڈ) راولپنڈی نے شہنشاہ ملک معظم کی قابل قدر قربانی سے متاثر ہو کر ایک ماہ کے لئے جوہر وسمہ مہندی ایک روپیہ والی شیشی کی قیمت آٹھ آنہ کر دی ہے۔ اور ایک روپیہ والی شیشی کو دوگنا کر کے اسکی قیمت ایک روپیہ کر دی ہے۔ اس موجودہ قیمت کی مراد صرف دفاتر کے اخراجات۔ ملازمول کی تنخواہیں۔ اشتہارات۔ پیکنگ وغیرہ کا خرچ پورا کرنا مقصود ہے اصل مال مُفت پیش کیا جاتا ہے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

جنرل منیجر صوفی اینڈ کو (رجسٹرڈ) آزاد منزل / نیا کٹرہ راجہ بازار راولپنڈی شہر!

برانچ آفس متصل سنہری مسجد ڈبی بازار لاہور

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر وپبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)